اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۵

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

پیشگی

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند للعہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند للعہ ۱۳

نمبر ۱۱۸	مورخہ ۳ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء	یوم یکشنبہ	مطابق ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۰ھ	جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ۳۱۔ مارچ سے پیچش کی تکلیف ہو گئی ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔ حضور کے حرم ثالث کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب سلسلہ کی بعض ضروری خدمات کی انجام دہی کے لئے ۲۸۔ مارچ دہلی تشریف لے گئے۔

۳۱۔ مارچ۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کشمیر کمیٹی کے کام کے سلسلہ میں علاقہ جہلم کی طرف روانہ ہوئے۔

حج بیت اللہ کے لئے ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، بری کیپٹن حکیم فضل الرحمٰن صاحب مبلغ افریقہ اور ملک نور الدین صاحب پنشنر مہاجر معہ اپنی اہلیہ صاحبہ کے عازم حجاز ہوئے۔ خدا تعالےٰ انہیں برکات ارض حرم سے متمتع فرمائے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر مسلمان کیلئے عربی زبان کا سیکھنا ازبس ضروری ہے

"ہر ایک عاشق صادق اپنے معشوق کی زبان کو سیکھ لینے کا شوق رکھتا ہے۔ پھر جس شخص کو محبت الٰہی کا دعوےٰ ہے۔ لیکن کلام الٰہی کے جاننے سے لاپرواہی ہے وہ ہرگز محب صادق نہیں ہے۔ یا یوں کہو۔ کہ اس کی حالت دو شق سے خالی نہیں۔ یا تو اُس نے عمداً قرآن کریم کے معانی جاننے اور قرآنی زبان کے سیکھنے سے اعراض کیا ہے۔ تو اس شق کا حال تو ابھی میں بیان کر چکا ہوں۔ کہ یہ سر دھری اہل اللہ کے مناسب حال نہیں۔ اہل اللہ کو قرآن سے بہت عشق ہوتا ہے۔ اور عاشق کو اپنے معشوق سے ہرگز صبر نہیں ہوتا۔ اور ببرکت عشق کامل قرآنی زبان کا جاننا اُن پر آسان ہو جاتا ہے۔ اور جو تحصیل علم کی راہیں دوسروں پر شاق ہوتی ہیں۔ وہ اُن پر آسان ہو جاتی ہیں۔ اور چونکہ سر دھری ایک شعبہ نفاق کا ہے۔ اس لئے یہ منافقانہ خصلت اور کسل اور سستی اُن سے صادر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ قرآن کریم تو ان کی جان ہوتا ہے۔ پھر کیونکر وہ اپنی جان سے الگ ہو سکتے ہیں۔ اور درحقیقت جو شخص اہل اللہ کے پیرایہ میں ہو کر نہ قرآن کریم کے معنے سمجھتا ہے۔ اور نہ اس کے حقائق معارف سے خبر رکھتا ہے وہ محب القرآن نہیں۔ بلکہ مسخرہ شیطان ہے۔ اگر عنایت ازلی اس کی رفیق ہوتی۔ تو اس دولت عظمیٰ سے اس کو محروم نہ رکھتی۔ پس مخذول اور مردود کیلئے اس سے بڑھکر اور کوئی علامت نہیں۔ کہ اس کو دنیا میں آ کر اور مسلمان کہلا کر اس قدر بھی نصیب نہ ہو۔ کہ قرآن کریم کے معانی اور علوم ضروریہ اور معارف اعجازیہ سے کچھ بے خبر نہ ہو۔ اور دوسرا شق یہ ہے۔ کہ ایسا شخص نہایت غبی اور بلید اور بہائم اور حیوانات کے قریب قریب ہو جس کو انسانی قویٰ اور حافظہ اور متفکرہ سے نہایت کم حصہ ملا ہو۔ اس لئے وہ قرآنی زبان کے جاننے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ سو ایسا شخص بھی حقائق اور قرب الٰہی کے معزز درجہ سے شرفیاب نہیں ہو سکتا۔ اور ایسے شخص کو وحی جاننے والے بھی حبشیوں اور گدھوں سے کچھ کم نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ بباعث نہایت درجہ کے حمق کے اس درجہ تک نہیں پہنچتے۔ کہ جس شخص کو وہ نعمت عطا نہیں ہوئی جو مدار ایمان ہے۔ پھر دوسری نعمتوں سے وہ کب بہرہ یاب ہو سکتا ہے۔ اور اگر دوسری کرامات [illegible] ظاہر بھی ہو۔ تو وہ استدراج [illegible] اور ایسا اندھیر تو کسی طور سے نہیں ہو سکتا کہ [illegible] انسانی قویٰ کے حصول [illegible] ہو۔ کیونکہ عادت اللہ اسطرح پر جاری ہے کہ [illegible] کمالات میں سے بھی ایک [illegible]"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۶۱-۳۶۲)

ریاست جموں و کشمیر کے حالات

ریاست کشمیر اور مڈلٹن رپورٹ کا احترام

جموں ۲۸-مارچ- اگرچہ مڈلٹن رپورٹ کو تمام مسلمانوں نے غیر منصفانہ اور یک طرفہ بتایا ہے۔ کیونکہ رپورٹ مذکور میں حکومت کے تشدد پر جواز کا فتوے لگا کر غریب مسلمانوں کی پوزیشن کو پہلے سے زیادہ غیر محفوظ کر دیا ہے۔ لیکن کہیں کہیں مسٹر مڈلٹن کو اپنی رپورٹ میں مجبوراً کلمۂ حق بھی کہنا پڑا ہے۔ مثلاً آپ نے حکام کی نااہلیت اور غفلت مجرمانہ کو آشکارا کرتے ہوئے کشمیر پولیس کے ان افسروں کو جن کا فسادات وغیرہ کے موقعوں پر انتظام کے ساتھ براہ راست تعلق تھا۔ ناکارہ ثابت کرتے ہوئے پولیس کی از سر نو تنظیم کے ساتھ ساتھ سابقہ نالائق حکام کی علیحدگی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ انہی نالائق اور متعصب افسران پولیس میں ایک ہمارے دیرینہ کرم فرما چودھری رام چند ڈی۔ آئی۔ جی ہیں۔ جو کسی زمانہ میں پنجاب پولیس سے یہاں تشریف لائے تھے۔ ۲- نومبر ۱۹۳۱ء کے فسادات جموں کے موقعہ پر آپ نے جس نااہلیت کا اور جانب داری کا ثبوت دیا ہے۔ وہ کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں۔ مسلمانانِ جموں آپ کی مسلم کشی سے بے حد نالاں ہیں۔ کچھ عرصہ رخصت پر رہنے کے بعد آپ میرپور میں اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہے ہیں۔ آپ نے مسلمانانِ جموں کے شور و غوغا کا انتقام غریب مسلمانانِ میرپور سے لینا شروع کیا ہے۔ اب تک سینکڑوں ناکردہ گناہ مسلمان آپ کے تعصب کا شکار ہو کر مصائب قید و بند میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ آپ نے شیخ عبدالرحیم انسپکٹر پولیس کو میرپور سے اس لئے تبدیل کر دیا ہے۔ کہ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے آپ کی من مانی کارروائیوں میں ہارج ہو رہے تھے۔ مسلمانانِ ریاست حیران ہیں۔ کہ اگر حکومت خود مڈلٹن رپورٹ کا احترام نہ کرتے ہوئے چوہدری رام چند جیسے مسلم نااہل اور متعصب افسرانِ پولیس کو علیحدہ نہیں کرنا چاہتی۔ تو پھر آخر مڈلٹن کمیشن پر اس قدر کثیر رقم خرچ کرنے۔ اور مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کی کیا ضرورت تھی۔ کیا مسٹر کالون مڈلٹن رپورٹ کی سفارشات کے ماتحت چوہدری رام چند کے ظلم و ستم سے غریب مسلمانانِ ریاست کو نجات دلائیں گے۔ (نامہ نگار)

کشمیر گول میز کانفرنس اور مسلم نمائندگی

جموں ۲۸۔ مارچ۔ کشمیر گول میز کانفرنس سے چوہدری محمد رمضان ذیلدار جوڑیاں نے استعفاء دے کر جس صداقت اور ایثار کا ثبوت دیا ہے تمام مسلمانانِ ریاست اس کے مداح ہیں۔ اس کے بعد حکام نے جس ستم ظریفی سے کام لیا ہے۔ وہ بھی اپنا جواب نہیں رکھتی۔ مسلم نمائندے تو اس بنا پر کانفرنس سے علیحدہ ہو گئے۔ کہ کانفرنس میں مسلم نمائندگی کے گلے پر کند چھری چلائی گئی ہے۔ اور حکومت نے اپنے ڈھب کے دو چار مشہور ٹوڈی مسلمان از خود انتخاب کر لئے ہیں۔ جو سیاست تو درکنار معمولی نوشت و خواند میں بھی کامل دستگاہ نہیں رکھتے۔ اور حکومت ہے۔ کہ حالات کو پیچیدہ تر بنانے میں تلی ہوئی ہے۔ چوہدری محمد رمضان کی جگہ کرنل حیدر علی ساکن ضلع میرپور (جو قوم فروشی میں کافی شہرت رکھتا ہے) کا انتخاب مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کا مترادف ہے۔ آپ نے موجودہ تحریک میں مسلمانوں کو بے حد نقصان پہونچایا ہے قابلیت کا یہ عالم ہے۔ کہ آپ معمولی اُردو بھی اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ آپ نے ایک بار جامع مسجد میرپور میں اپنی حرکات پر پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے قوم سے تحریری معافی مانگی۔ با ایں ہمہ مسلمان آپ پر کسی قسم کا اعتماد نہیں رکھتے۔ (نامہ نگار)

کشمیر میں خالص سکھ اور ڈوگرہ فوج

جموں ۲۸۔ مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ریاست کشمیر کو برٹش گورنمنٹ نے دو نئی رجمنٹیں بنانے کی اجازت دے دی ہے۔ چنانچہ ایک رجمنٹ کی بھرتی کے احکام بھی صادر ہو چکے ہیں۔ جس میں خالص سکھ اور ڈوگرہ راجپوت بھرتی کئے جائیں گے۔ فوجی ملازمتوں میں پہلے ہی مسلمانوں کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ حالانکہ مسلمانوں میں اکثر قومیں جنگجو سمجھی جاتی ہیں چنانچہ گزشتہ جنگ عظیم میں ریاست کے مسلمانوں نے انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر خاص نام پیدا کیا ہے۔ اور آج بھی مسلمانوں کی کثیر تعداد سرکار انگریزی کی فوج میں نوکر ہے۔ کشمیر کے مسلمان سورج گورکھا وغیرہ خالص ڈوگرہ راجپوت پلٹنوں کے ہاتھ بہ تعداد کثیر موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ اب مسلمان سخت پریشان اور مضطرب ہو رہے ہیں۔ (نامہ نگار)

علاقہ میرپور کے مظلومین جہلم میں

جہلم ۳۰۔ مارچ۔ ریاست جموں علاقہ میرپور سے بہت سے مسلمان مرد۔ عورتیں۔ بچے تباہ حالی میں علاقہ انگریزی میں آ رہے ہیں۔ اس وقت تک تین ہزار سے زائد صرف شہر جہلم میں آ چکے ہیں۔ باقی گاؤں میں جو لوگ ہیں۔ ان کی تعداد کا علم نہیں۔ ان کی خورد و نوش اور رہائش کا انتظام ہر فرقہ کے لوگ کر رہے ہیں۔ ریلیف کمیٹی جس کے ہاتھ میں انتظام ہے۔ اس کے صدر حافظ نور محمد صاحب میونسپل کمشنر اور نائب صدر بابو عطا محمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم ہیں۔ مہاجرین کے واسطے ہر طرح کا انتظام احسن طور پر ہو رہا ہے۔ احراریوں کا اس میں کوئی خاص دخل نہیں۔

اخبار انقلاب مورخہ ۳۰۔ مارچ میں ڈکٹیٹر مجلس احرار کا یہ اعلان کہ جماعت احرار معہ دوسرے مسلمانوں کے انتظام کر رہی ہے۔ بالکل غلط اور گمراہ کن ہے۔ اگر احراریوں نے اس کام میں دخل دیا۔ یا اس کو اپنی طرف منسوب کیا۔ تو بے چارے مظلومین کا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا۔

درحقیقت یہ کام ریلیف کمیٹی مظلومین ریاست کشمیر جہلم کر رہی ہے۔ جس میں ہر طبقہ کے مسلمان متفق طور پر شریک ہیں۔ طبی امداد کا انتظام بھی کمیٹی ھذا کی طرف سے کیا گیا ہے۔ بیرونجات سے جو احباب چندہ ارسال کر کے ثواب حاصل کرنا چاہیں۔ وہ بنام حافظ نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد حنفیہ و میونسپل کمشنر و صدر ریلیف کمیٹی مظلومین ریاست کشمیر شہر جہلم ارسال کریں۔ (نامہ نگار)

مظلوم کشمیری

لگی آگ کیا ظلم کی سو بسو ہے
بپا حشر کشمیر میں کیا ہوا ہے
پیاروں کی فرقت میں خونِ جگر سے
جہاں عندلیبوں کے ہوتے تھے نغمے
نہتوں کا یہ حال ہے جب سے دیکھا
نہ باقی رہی کسر جور و جفا کی
ہوا کب سے جائز کہو خونِ مسلم

زبانوں پہ مظلوم کی گفتگو ہے
کہ مسلم کا ماتم پڑا کو بکو ہے
شب و روز ہوتی رہی شست و شو ہے
بڑی جور و بیداد کی ہاؤ ہو ہے
مرا دل بھرا خونِ غم کا سبو ہے
تمہیں ڈوگرو اور کیا جستجو ہے
یہ پانی ہے بہتا ہوا یا لہو ہے

خاکسار سید ابوالحسن۔ قدسی

مستریانِ مباہلہ کی اپیل کا فیصلہ

مستریانِ مباہلہ عبدالکریم۔ فضل کریم۔ زاہد۔ اور عبدالرحمٰن کو دیوان ہری دنش لال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول بٹالہ کی عدالت سے ۲۲- فروری کو زیر دفعہ ۱۵۳- چھ چھ ماہ قید سخت اور ایک ایک سو روپیہ جرمانہ کی جو سزا ہوئی تھی۔ اس کے خلاف انہوں نے سیشن جج رائے صاحب لالہ شمبھو مل صاحب گورداسپور کی عدالت میں اپیل دائر کر رکھی تھی سیشن جج نے ۳۰۔ مارچ اس کا فیصلہ سُنا دیا۔ عبدالکریم کی پہلی سزا چھ ماہ قید سخت اور سو روپیہ جرمانہ بحال رکھی۔ اور دوسروں کو مجرم قرار دیتے ہوئے سو سو روپیہ جرمانہ اور ۳۰- مارچ تک کی سزائے قید کافی قرار دی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۳ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

آل انڈیا مسلم کانفرنس کا خطبۂ صدارت

مسلمانانِ ہند کے خیالات کی دلیرانہ ترجمانی

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب نے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے سالانہ اجلاس لاہور میں بحیثیت صدر جو خطبہ پڑھا۔ وُہ نہ صرف فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے قابلِ ستائش ہے۔ بلکہ مسلمانوں کے خوابیدہ جذبات اور احساسات کو بیدار کرنے۔ صورتِ حالات کا صحیح اندازہ لگانے۔ اور اپنی مذہبی اور قومی زندگی کو نہ صرف برقرار رکھنے۔ بلکہ اسے شاندار بنانے کے لئے بھی بہترین چیز ہے۔ اور اس میں مسلمانوں کی ترجمانی کرنے کا حق نہایت عمدگی اور دلیری سے ادا کیا گیا ہے۔

آئندہ دستورِ اساسی اور مسلمان

چونکہ اس وقت مسلمانانِ ہند کے مذہبی، سیاسی، تمدنی اور معاشرتی معاملات پر سب سے زیادہ اثر ڈالنے والی چیز آئندہ دستورِ اساسی کی ترتیب ہے۔ جس کے سلسلہ میں دو بار لنڈن میں گول میز کانفرنس گفت و شنید کر چکی ہے۔ اور اب مختلف سب کمیٹیاں ہندوستان میں اور حکومتِ برطانیہ کے ذمہ دار ارکان لنڈن میں غور و خوض کر رہے ہیں۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے خطبہ میں اس طرف خصوصیت سے توجہ مبذول کی۔ اور واقعات کے رُو سے اس امر پر روشنی ڈالی ہے۔ کہ کانگرس کے واحد نمائندہ گاندھی جی نے مسلمانوں کے حقوق تسلیم کرنے اور ان کے ساتھ سمجھوتہ کرنے سے کس طرح دیدہ دانستہ اغماض سے کام لیا۔

انگریزوں سے منصفانہ فیصلہ کا مطالبہ

اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی بتایا۔ کہ جب ہندوؤں نے مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے سے قطعاً انکار کر دیا۔ اور مسلمانوں پر ثابت ہو گیا۔ کہ ہندو ان تحفظات کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں۔ جن کو مسلمان ایک ایسی قوم کی حیثیت سے جو اپنی زندگی خودمختارانہ بسر کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ ترک نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کے ترک میں مسلمانوں کا استیصال مضمر ہے۔ تو قدرتاً مسلمانوں نے انگریزوں سے منصفانہ تصفیہ کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ انہوں نے جب سے اس ملک کو مسلمانوں سے لیا ہے وُہ ہمیشہ اس بات کے دعوے دار رہے ہیں۔ کہ ان کی حیثیت ہندوستان کی مختلف اقوام میں توازن قائم رکھنے کے لئے ایک غیر جانبدار ثالث کی ہے۔

مسلمانوں کی مایوسی

لیکن مسلمانوں کو یہ دیکھ کر بہت مایوسی ہوئی۔ کہ قدیم برطانوی جرأت و دیانت کی جگہ ایک متزلزل اور غیر مستقل حکمت عملی نے لے لی ہے جس پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اور فرقہ وار سمجھوتہ کے متعلق حکومت کی موجودہ روش سے مسلمانوں کے دلوں پر طبعاً خطرات طاری ہو گئے۔ کیونکہ ان کا خیال ہے۔ کہ حکومت ہر قیمت پر کانگرس کا تعاون خریدنے کی کوشش کرے گی۔ اور مسلمانوں کے مطالبات کی تکمیل میں تاخیر اسی لئے کی جا رہی ہے۔ کہ کانگرس کے ساتھ گفت و شنید کی کوئی نہ کوئی بنیاد مل جائے۔

بروقت انتباہ

ان حالات کی وجہ سے سیاسی معاملات کے متعلق حکومت پر بھروسہ اور اعتماد کی پالیسی روز بروز مسلمانوں میں نامقبول ہو رہی ہے۔ اور یہ حکومتِ ہند اور حکومتِ برطانیہ کے لئے صدر آل انڈیا مسلم کانفرنس کی طرف سے ایسا اہم اور بروقت انتباہ ہے۔ کہ اس کی طرف فوری توجہ مبذول ہونی چاہیئے۔ بالفاظ صدر موصوف مسلمانوں کے مطالبات کے متعلق وزیرِ اعظم کی خموشی کا نتیجہ کانگرس کے ساتھ جنگ اور باقی ملک کے ساتھ فقدانِ صلح کی غیر دانشمندانہ پالیسی کے سوا کیا نکلا ہے۔ پھر حال ہی کے ایک سرکاری اعلان میں تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ "فرقہ وار تصفیہ نہ ہو سکنے سے اس پروگرام کے پایۂ تکمیل تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا ہو رہی ہے جس کا اعلان وزیرِ اعظم نے اپنے دسمبر کے بیان میں کیا تھا۔" اور وزیرِ ہند نے تو اپنے پارلیمنٹ کے تازہ بیان میں صاف طور پر یہ کہہ دیا ہے۔ کہ

"فرقہ وار مسئلہ کا کسی قسم کا تصفیہ ہونے کے بغیر نہ تو صوبجات میں آئینی ترقی کا کوئی اقدام کیا جا سکتا ہے۔ نہ مرکز میں۔"

تو پھر ایسے اہم معاملہ کا کیوں جلد سے جلد تصفیہ نہیں کر دیا جاتا اور کیوں شکوک و شبہات بے چینی اور بے اعتمادی کو بڑھنے کا موقعہ دیا جا رہا ہے۔

وزیرِ ہند نے اس موقعہ پر بھی تاخیر کی وجہ سے اقلیتوں میں جو اضطراب پیدا ہو رہا ہے۔ اس کے احساس کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ کہہ کر اطمینان دلانے کی کوشش کی ہے۔ کہ

"جب وُہ گزشتہ ماہ دسمبر میں ہمارے الفاظ پر اعتماد رکھتے تھے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ آج ہمارے وعدے پر یقین نہ کریں۔ ہم نے کہہ دیا ہے۔ کہ ہم دستورِ اساسی کے ہر ایکٹ میں اقلیتوں کے ضروری تحفظات پر اصرار کریں گے۔"

مزید انتظار کی مہلت

اب جبکہ آل انڈیا مسلم کانفرنس نے مزید تین ماہ تک مسلمانوں کو حکومت کے فیصلہ کے انتظار کی زحمت برداشت کرنے کے لئے آمادہ کر لیا ہے۔ تو یہ اتنا کافی عرصہ ہے۔ کہ اس سے زیادہ تاخیر کی کوئی وجہ قابلِ پذیرائی نہیں ہو سکے گی۔ حکومت کو اس سے زیادہ مسلمانوں کے صبر کی آزمائش کرنے کی غلطی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس عرصہ میں ضرور ان کے مطالبات کی منظوری کا اعلان کر دینا چاہیئے۔

صوبہ سرحد اور کشمیر

آئینی اصلاحات کے متعلق مسلمانوں کے جذبات اور احساسات سے حکومت کو آگاہ کرنے کے بعد صوبہ سرحد میں جو تشدد اور سخت گیری کا دور دورہ ہے۔ اس کو نہ صرف اہلِ سرحد کے لئے بلکہ خود حکومت کے مفاد کے لئے سخت نقصان رساں ثابت کیا گیا ہے۔ نیز مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل کی طرف والیٔ ریاست اور حکومتِ ہند کو توجہ دلائی گئی ہے۔ اور بتا دیا گیا ہے۔ کہ "اگر موجودہ تحریک کے حقیقی معانی صحیح طور سے نہ سمجھے گئے۔ اور اس کے وجوہ ان اطراف میں تلاش کئے گئے۔ جن میں وُہ نہیں مل سکتے۔ تو مجھے اندیشہ ہے۔ کہ حکومتِ کشمیر کا مسئلہ بہت زیادہ پیچیدہ ہو جائے گا۔"

موجودہ حالات میں صوبہ سرحد اور کشمیر کے معاملات مسلمانانِ ہند کی توجہات کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ اور ان علاقوں کے مسلمانوں کی تکالیف اور مصائب نے یقیناً انہیں بے تاب کر رکھا ہے۔ اور سیاسیاتِ ہند پر اس کا اثر پڑنا لازمی امر ہے۔ اس لئے حکومت کو ان کے متعلق بھی جلد سے جلد ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ جو مسلمانوں کے اطمینان کا باعث بن سکے۔

مسلمانوں کی کانگرس سے علیحدگی

اہم وقتی معاملات کے متعلق اظہارِ خیالات کرتے ہوئے کانگرسی

تحریک میں شمولیت سے پُر زور الفاظ میں منع کیا گیا ہے جس کی طرف حکومت کی سرد مہریوں اور بے التفاتیوں کی وجہ سے مُسلمانوں کے ایک طبقہ کا رجحان ہو گیا ہے اس لئے نہیں کہ مُسلمان ہندوستان کی ترقی کے خواہاں نہیں۔ اس لئے بھی نہیں کہ انہیں آزادی مطلوب نہیں۔ اس لئے بھی نہیں۔ کہ وُہ اپنے ملک کی خاطر جانی اور مالی قربانیاں کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ کانگرس ایک ہی تیر سے دو شکار کرنا چاہتی ہے۔ وُہ اپنی موجودہ جد وجہد سے ایک طرف تو حکومت کو اپنے آگے جھکانا چاہتی ہے۔ اور دوسری طرف اقلیتوں اور خاصکر مسلمانوں کے گلے میں اپنی غلامی کا ابدی طوق ڈالنا چاہتی ہے۔ ایسی صورت میں کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ مُسلمانوں کو اس کی طرف متفت ہونے دیا جائے۔

صدر آل انڈیا مسلم کانفرنس نے اپنے خطبہ میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:-

"کانفرنس کے رہنماؤں کا دعوےٰ ہے۔ کہ تنہا وُہی باشندگانِ ہند کے نمائندے ہیں۔ گر گذشتہ گول میز کانفرنس میں ظاہر ہو گیا۔ کہ ان کا یہ دعوےٰ صحیح نہیں ہے۔ اس پر وُہ طبعاً خفا اور رنجیدہ ہیں۔ انہیں معلوم ہے۔ کہ اب اہلِ برطانیہ اور باقی دُنیا ہندوستان میں فرقہ وار مسائل کے فیصلہ کی اہمیت سے پورے طور پر آگاہ ہے انہیں یہ معلوم ہے۔ کہ اقلیتیں ایک میثاق بنا چکی ہیں۔ اور حکومت برطانیہ اعلان کر چکی ہے۔ کہ اگر اہل ہند آپس میں سمجھوتہ نہ کر سکے۔ تو حکومت برطانیہ اپنی طرف سے ایک عارضی فیصلے کو نافذ کر دے گی۔ کانگرسی رہنماؤں کو اس بات کا اندیشہ ہے۔ کہ حکومت برطانیہ کہیں عارضی فیصلے میں اقلیتوں کے مطالبات مان نہ لے۔ لہذا انہوں نے موجودہ مہم شروع کر دی ہے۔ تاکہ ایک بے بنیاد دعوے کے لئے سامان تقویت بہم پہونچائیں۔ اس میثاق کو ناکام رکھیں جس کے شامل دستور ہو جانے کا انہیں اندیشہ ہے۔ اور حکومت کو مجبور کریں۔ کہ وُہ اقلیتوں کا مسئلہ صرف کانگرس کے ساتھ طے کرے کانگرس کی جس قرارداد کی رُو سے سول نافرمانی کی مہم شروع ہوئی ہے اس میں صاف صاف کہہ دیا گیا ہے۔ کہ حکومت نے چونکہ مہاتما گاندھی کو ملک کا واحد نمائندہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے کانگرس نے سول نافرمانی کا فیصلہ کیا ہے۔ پھر وُہ اقلیت کس طرح ایک ایسی مہم میں شریک ہو سکتی ہے۔ جو محض حکومت ہی کے خلاف نہیں بلکہ خود اس اقلیت کے بھی ویسی ہی خلاف ہے"!

اسی سلسلہ میں آپ نے کہا:-

"اس جنگ میں شریک ہونا حماقت ہے جس میں فتح و نصرت کے ثمرات ان لوگوں کے ہاتھ میں چلے جانے کا اندیشہ ہو۔ جو یا تو کھلے دُشمن ہیں۔ یا ہمارے جائز سیاسی مقاصد کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھتے"!

حکومت کا فرض

کانگرس سے علیحدہ رہنے کے متعلق اس سے واضح تحریک اور نہیں ہو سکتی۔ اور من حیث القوم مسلمانوں نے کانگرس سے علیحدہ رہنے کا جو ثبوت پیش کیا ہے۔ اس کا اعتراف خود حکومت برطانیہ کو بھی ہے۔ یوں بھی حکومت کا یہ خود تجویز کردہ فرض ہے کہ اقوام ہند میں توازن قائم کرنے کے لئے منصفانہ فیصلہ کرے۔ لیکن اب جبکہ مسلمانوں نے بڑے بڑے محرکات کے باوجود کانگرس میں شمولیت اختیار نہیں کی۔ اور اس وقت تک اپنے حقوق و مطالبات کے لئے پُر امن اور آئینی جد و جہد کر رہے ہیں۔ کس قدر رنج کی بات ہے۔ اگر حکومت منصفانہ رویہ اختیار نہ کرے۔

غرض حکومت کے سامنے مسلمانوں سے تعلق رکھنے والے امور کھول کر رکھدیئے گئے ہیں۔ اور ان کے عواقب و نتائج سے بھی پوری طرح آگاہ کر دیا گیا ہے۔ اب یہ حکومت کا کام ہے۔ کہ جلد سے جلد صحیح راستہ اختیار کر کے اپنی روایتی انصاف پسندی کا ثبوت دے۔ یا متزلزل اور غیر مستقل حکمت عملی پر کاربند رہ کر تشویشناک حالت میں اضافہ کرتی رہے۔

کشمیر کے نظامِ حکومت کے متعلق

سابق ہوم ممبر کا بیان

سر مرزا ظفر علی صاحب سابق ہوم ممبر ریاست کشمیر نے اپنے مختصر سے زمانہ وزارت میں مسلمانان جموں و کشمیر کے حقوق و مفاد کی حفاظت کے لئے کچھ کیا ہو۔ یا نہ کیا ہو۔ مستعفی ہونے کے بعد جو بیان "الیسٹرن ٹائمز" کے نامہ نگار کو دیا ہے۔ وُہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہ تو ظاہر ہی ہے۔ کہ سر موصوف کو حکومت کشمیر نے مسلمانوں کی طرف سے بے اعتمادی کا کھلم کھلا اظہار ہونے کے باوجود عہدہ وزارت پر متمکن کر دیا تھا۔ اب جبکہ وُہ ناموافق حالات سے مجبور ہو کر مستعفی ہو چکے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ نہ صرف بیرونی حلقے۔ بلکہ خود ریاست بھی ان کے بیانات کو شک و شبہ مبالغہ اور رنگ آمیزی سے بالا نہ سمجھے۔

سر موصوف نے مسلمانانِ کشمیر کی سیاسی اور سوشل حالت کے متعلق استفسار کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ ہر حیثیت سے مسلمانوں کی حالت نازک ہے۔ ان میں تعلیم کو رائج کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے لیکن ترقی کی رفتار بہت سُست ہے۔ مُسلمان معلمین کی تعداد بہُت ہی کم ہے۔

پولیس اور اگزکٹو افسروں کے ظلم و استبداد سے مُسلمانوں کو بچانے کے متعلق آپ نے کہا۔ اب لوگوں میں اپنے حقوق کے لئے بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن جب تک تعلیم عام نہ ہو جائے انہیں اس قسم کے مظالم سے بچانے کے لئے کوئی مؤثر طریق اختیار کرنا کبھی تجویز پیش نہیں کی جا سکتی۔ لیکن نظام سلطنت کو مسلمانوں کے لئے موافق اور ہمدرد بنانے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کہ مسلمان افسران کی تعداد میں کافی اضافہ کیا جائے۔ اس وقت تو حالت یہ ہے۔ کہ وزیر اعظم سے لے کر نیچے تک ہر محکمہ پر غیر مسلم افسر چھائے ہوئے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے۔ کہ جب ذاتی اغراض سامنے آجاتی ہیں۔ تو وہ مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کے مقتضیات کو ملحوظ نہیں رکھ سکتے۔ مسلمانوں کی شکایات کو دور کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہ ہے۔ کہ ریاست کی ملازمتوں میں انہیں پورا حصہ دیا جائے اور رعایا کی شکایات معلوم کرنے کے لئے نمائندہ مجلس قائم کی جائے۔

اس نہایت اہم بیان سے موجودہ نظام حکومت کی فوری اصلاح اور مسلمانوں کی شکایات کے انسداد کی ضرورت بالکل واضح ہے لیکن افسوس کہ ریاست دیدہ دانستہ لیت و لعل سے کام لے رہی ہے۔

پنجاب یونیورسٹی اور مسلمان

پنجاب یونی ورسٹی اگرچہ سرکاری یونی ورسٹی ہے۔ لیکن اس کے نظم و نسق اور انتظامات پر مدت دراز سے ہندوؤں کو ایسا قبضہ و تصرف دے دیا گیا ہے۔ کہ اسے ہندو یونی ورسٹی کہنا چاہیئے۔ اس میں مسلمانان پنجاب کے مفاد کو نہایت بے دردی سے پامال کیا جا رہا ہے۔ جس کے خلاف اسلامی اخبارات مدت سے آواز بلند کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی شکایات وضاحت کے ساتھ حکومت کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ لیکن تا حال کوئی شنوائی نہیں ہوئی اب معلوم ہوا ہے۔ کہ یونی ورسٹی کے موجودہ رجسٹرار جو ۱۹۳۳ء میں ملازمت سے سبکدوش ہونے والے ہیں۔ ان کی جگہ یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ ابھی سے کسی غیر مسلم کے تقرر کا انتظام کر رہی ہے اور اس مقصد کے لئے جو سب کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ اس نے موجودہ سب رجسٹرار کے حق میں فیصلہ کیا ہے۔ جو ہندو ہے۔

اگر پنجاب یونی ورسٹی نے اس فیصلہ کو منظور کر لیا۔ اور مسلمانان پنجاب جو مدت دراز سے یہ مطالبہ کرتے چلے آ رہے ہیں۔ کہ ان کے مفاد کے تحفظ کے لئے رجسٹرار کے عہدہ پر کسی مسلمان کو مقرر کیا جائے۔ اب بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ تو مسلمان اسے آسانی کے ساتھ برداشت نہ کر سکیں گے۔ حکومت پنجاب کو اس معاملہ میں دخل دے کر مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کا انتظام کرنا چاہیئے۔

پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی اور مسلمان

پنجاب کی تعلیمی رپورٹ بابت ۳۱-۱۹۳۰ء سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس سال کسی ایک مسلمان مصنف کو بھی اس کی کسی تصنیف پر چھوٹے سے چھوٹا انعام کا بھی

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

ایک کوہاٹی کے چند اعتراضات کے جواب

کوہاٹ کے ماسٹر نظام الدین صاحب نے چند دنوں سے یہ شور مچا رکھا ہے۔ کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ اسلامی معتقدات کے رو سے نعوذ باللہ مسلمان ثابت نہیں ہو سکتے معترض صاحب کی اس بیہودہ سرائی کا مبسوط جواب ایک گزشتہ اشاعت میں شائع کیا جا چکا ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو معیار ایک سچے مسلمان کے لئے ضروری قرار دیئے ہیں۔ وہ تمام بدرجہ اتم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پائے جاتے ہیں۔ اس صحبت میں بھی ہم ماسٹر صاحب کے بعض اعتراضات کی لغویت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کی محبت دینی

وہ شخص جسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھنے کا کبھی اتفاق ہوا ہو وہ اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ جسقدر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا عشق اور آپ کی محبت و الفت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں مرکوز تھی۔ اس کی نظیر ملنا ناممکن ہے۔ آپ کے رگ اور ریشہ اور ظاہر و باطن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت مستولی تھی چنانچہ اسی سرشاری میں آپ فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی اللہ تعالےٰ کے عشق کے بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت میں چور ہوں اگر یہی کفر ہے۔ تو بخدا میں سخت کافر ہوں۔

پھر فرماتے ہیں:۔

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
پھر جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

جس انسان نے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے متعلق اپنی قلبی کیفیات کا اس طرح اظہار کیا ہو۔ اس کی نسبت یہ کہنا کہ اس کے دل میں رسول کریم صلے علیہ و آلہ وسلم کی عزت نہیں تھی۔ اور اس نے آپ کی اہانت کی۔ اتنی بڑی افترا پردازی ہے جس سے ہر شریف انسان کو بچنا چاہیئے مگر تعجب ہے۔ ماسٹر نظام الدین صاحب اور ان کے ایک ہمنوا نے اس قسم کے تمام حوالوں سے جن کی تعداد بہت زیادہ ہے آنکھیں بند کر کے اپنے اشتہار میں بغیر حوالہ دیئے اور بغیر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا ایک لفظ بھی اصل کتاب سے پیش کئے۔ لکھدیا ہے۔ کہ آپ نے نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کی ہے۔ ذیل میں ہم ان کے پیشکردہ امور کا بالتفصیل جواب درج کرتے ہیں۔

دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کی حقیقت

سب سے پہلی بات جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اہانت کے ثبوت میں معترض صاحب نے پیش کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے:۔

"دابۃ الارض ۔ عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کی حقیقت آپ کو معلوم نہیں ہوئی۔ اور مجھ پر بوجہ اتم معلوم ہو گئی"

حالانکہ یہ نہ صرف الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہیں۔ بلکہ مفہوم اور مطلب بھی خود تراشیدہ ہے۔ اور اس کا انتساب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف افترا محض ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ لکھا۔ اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ اس پر اگر ماسٹر نظام الدین صاحب یا ان کے کسی ہمکیس القوریت کو اعتراض تھا۔ تو ان کا فرض تھا۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اصل کتاب دیکھتے۔ یا کم از کم اس رسالہ "اظہار حقیقت" کا ہی مطالعہ کرتے۔ جو انجمن احمدیہ کوہاٹ نے گزشتہ سال شائع کیا۔ اور جس میں اس اعتراض کا تفصیلاً جواب موجود ہے بات یہ ہے۔ کہ ازالۂ اوہام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ امر بیان فرمایا ہے۔ کہ بعض دفعہ پیشگوئیوں کی اصل حقیقت خود ملہم پر بھی نہیں کھلتی۔ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:۔

اصل حوالہ

"اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی اصل نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو۔ اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحیٔ الہٰی نے اطلاع دی ہو۔ اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔ اور صرف امثلۂ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرزِ بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو۔ تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ اور ایسے امور میں اگر وقتِ ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو شانِ نبوت پر کچھ جائے حرف نہیں ہے" ص۶۹۱

عبارت کی تشریح

اس عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں۔ جس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین لازم آتی ہو۔ اور کہیں بھی یہ لفظ موجود نہیں۔ کہ دجال اور یاجوج ماجوج کی حقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر تو ظاہر نہ ہوئی تھی۔ مگر مجھ پر ظاہر ہو گئی۔ یہ عبارت اور معترض کے پیشکردہ الفاظ صریح طور پر آپس میں تضاد رکھتے ہیں۔ اور ہم حیران ہیں۔ کہ اس قدر تحریف سے کیوں کام لیا گیا۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس میں کسی پہلو سے بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین نہیں کی گئی۔ بلکہ کامل طور پر آپ کی عزت اور مرتبہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ابن مریم یا دجال وغیرہ کی کچھ بھی حقیقت ظاہر نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ یہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر ایسا کہا جائے۔ کہ آپ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ "موبمو منکشف" نہ ہوئی تھی۔ اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی "اصل کیفیت" کھلی تھی۔ اور نہ یاجوج ماجوج کی "عمیق تہ تک" وحی الہٰی نے اطلاع دی تھی۔ اور نہ دابۃ الارض کی "ماہیت کماھی" ظاہر ہوئی تھی۔ اور صرف امثلۂ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو۔ تو کچھ تعجب کی بات نہیں"۔

گویا جہاں تک غیب محض کی تفہیم ممکن تھی۔ اس حد تک رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ان تمام امور کی حقیقت منکشف فرمائی گئی تھی۔ مگر موبمو انکشاف اصل کیفیت اور ماہیت کماھی آپ پر ظاہر نہیں ہوئی۔ مگر اس سے آپ کی توہین لازم نہیں آتی۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں:۔

"ایسے امور میں اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں۔ تو شان نبوت پر کچھ جائے حرف نہیں ہے"

خود رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تسلیم فرمایا ہے کہ بعض دفعہ ملہم پر حقیقت کاملہ کا انکشاف نہیں ہوتا۔ اور اس لئے اگر وقت ظہور غیر معلومہ جزئیات ظاہر ہو جائیں۔ تو یہ جائے تعجب نہیں

اجتہادی غلطی

حدیثوں میں اسکی بیّن مثال یہ ہے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے رویاء دیکھا۔ کہ آپ ایک ایسے مقام پر ہجرت کر گئے ہیں۔ جہاں کھجوروں کے درخت ہیں تو آپ نے خیال فرمایا کہ اس سے یمامہ یا ہجر مراد ہے۔ مگر بعد میں ظاہر ہوا۔ کہ اس سے مدینہ مراد تھا۔ پس خود رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اقرار موجود ہے۔ کہ آپ وحی الہٰی سے کچھ اور سمجھے مگر مطلب کچھ اور نکلا جب

یہی امر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ بالا الفاظ میں بیان فرمایا۔ تو اس پر اعتراض کرنا حد درجہ کی نادانی اور جہالت نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

برکات وفیوض کا منبع رسول کریم صلعم ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا حوالہ پر غور کرنے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں آپ نے نہ تو اپنے علم کی فضیلت بیان کی ہے اور نہ ہی علم نبوی کی تحقیر کی۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان نبوت کی وضاحت کی گئی ہے پھر جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ کل برکۃ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم یعنے ہر برکت اور فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں:۔

"میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا۔ اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اس پیروی سے پایا۔ اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں۔ کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۱ و ۶۲)

اور جبکہ آپ فرماتے ہیں:۔

یک قدم دوری ازاں عالی جناب
نزد ما کفر است وخسران و تباب

تو آپ کے متعلق یہ کہنا۔ کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کی۔ کتنی بڑی کذب آفرینی ہے۔

صریح جھوٹ

دوسری بات معترض نے یہ بیان کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کسی تصنیف میں یہ رقم فرمایا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت سی پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ حالانکہ یہ بھی سراسر غلط ہے۔ کسی جگہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں لکھا۔ اگر معترض کو صداقت اور راستبازی کا کچھ بھی پاس ہو۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی تحریر سے اس قسم کے الفاظ دکھائے۔

نشانات کی تعداد پر اعتراض

تیسری بات یہ بیان کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو صرف تین ہزار معجزات ظاہر ہوئے تھے۔ مگر میرے لئے اللہ تعالیٰ نے تین لاکھ معجزات ظاہر فرمائے اس کا جواب اگرچہ بہت دفعہ دیا جا چکا ہے۔ مگر اب پھر بتاتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنا یہ اعتراف موجود ہے۔ کہ آپ کے معجزات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم ہیں چنانچہ حقیقۃ الوحی میں تحریر فرماتے ہیں "اگر یہ اعتراض ہو۔ کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں۔ تو میں صرف یہی جواب نہیں دونگا۔ کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں۔ بلکہ خدا کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے۔ کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں۔ کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں۔ جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے۔ کہ باستثنا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔" (صفحہ ۱۳۶)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرما دیا ہے۔ کہ آپ کے معجزات رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہر صورت کم ہیں۔ جب آپ کا اپنا اقرار یہ ہے۔ تو یہ کیسطرح مانا جا سکتا ہے۔ کہ آپ نے کسی جگہ اپنے معجزات کو زیادہ قرار دیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین ہزار معجزات کا جس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ذکر فرمایا ہے۔ وہ تحفہ گولڑویہ کی یہ عبارت ہے۔

"پھر یہ پیشگوئیاں کچھ ایک دو پیشگوئیاں نہیں۔ بلکہ اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں۔ جو کتاب تریاق القلوب میں درج ہیں۔ پھر ان سب کا کچھ بھی ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے داماد یا آتھم کا ذکر کرتے رہنا کسقدر مخلوق کو دھوکا دینا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظہور میں آئے۔ اور حدیبیہ کی پیشگوئی کا بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہیں ہوئی۔ یا مثلاً حضرت مسیح کی صاف اور صریح پیشگوئیوں کا کبھی کسی کے پاس نام تک نہ لے۔ اور بار بار ہنسی ٹھٹھے کے طور پر لوگوں کو یہ کہے کہ کیوں صاحب وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ جو حضرت مسیح نے فرمایا تھا۔ کہ ابھی تم میں سے کئی لوگ زندہ ہوں گے۔ جو میں پھر واپس آؤنگا" (صفحہ ۳۹۔ ۴۰)

اس میں کسی پہلو سے بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین نہیں کی گئی کیا یہ کہنا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تین ہزار معجزات ظاہر ہوئے۔ اور میری اسی قسم کی سو سے زیادہ پیشگوئیاں ہیں"۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے ہر وہ شخص جس کے دماغ میں ذرہ بھر بھی عقل وشعور کا مادہ ہو۔ وہ اسے اہانت رسول نہیں۔ بلکہ آپ کی فضیلت کا اقرار تسلیم کرے گا۔

نشان اور معجزہ میں فرق

دوسرا حوالہ جو عموماً معترضین پیش کیا کرتے ہیں۔ اور جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کئی لاکھ نشانات کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ ہے:۔

"جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے۔ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گزرتا" (بدر ۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

اسی طرح فرماتے ہیں:۔

"ان چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں۔ وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے" (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۸)

مگر ان الفاظ سے بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین نہیں ہوتی۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو آپ نے تین ہزار معجزات بیان فرمائے ہیں لیکن اپنے لئے کئی لاکھ نشانات کا ذکر کیا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ نشان اور معجزہ میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ نشان عام لفظ ہے۔ مگر معجزہ خاص۔ ایک پیشگوئی بعض دفعہ ہزاروں بلکہ لاکھوں نشانات پر مشتمل ہو سکتی ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے براہین احمدیہ کے حوالہ کر ہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ نے چند پیشگوئیوں کو دس لاکھ سے زیادہ نشانات پر مشتمل قرار دیا۔

سب معجزات رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی ہیں

علاوہ ازیں یہ بھی حقیقت ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جس قدر بھی نشانات ومعجزات ہیں۔ سب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کی وجہ سے آپ ہی کے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

"سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا"

جب شاخ اپنی بیخ سے جدا نہیں ہوتی۔ اور نہ فرع اپنے اصل سے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خواہ کئی لاکھ نشانات ہوں۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہی منسوب ہونگے اور آپ کی ہی غلامی کی برکات کا ثمرہ کہلائینگے۔ اس صورت میں یہ خیال بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ کہ اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت ہوتی ہے۔ بلکہ ہر متنفس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت قدسیہ کا قائل ہوگا۔

معجزہ شق القمر اور حضرت مسیح موعودؑ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اہانت کے الزام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ شعر بھی پیش کیا گیا ہے۔ کہ

لہٗ خسف القمر المنیر وان لی
خسا القمران المشرقان اتنکر
(اعجاز احمدی صفحہ ۷۱)

حالانکہ اسمیں کوئی بات قابل اعتراض نہیں۔ اس شعر کا ترجمہ اعجاز احمدی میں یوں کیا گیا ہے۔ کہ "اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا۔ اور میرے لئے چاند سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کریگا"۔ مطلب یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلعم کے لئے معجزہ شق القمر ظاہر ہوا اور اسی نبی نے میری صداقت کے لئے سورج و چاند دونوں کے گرہن کی خبر دی کیا ایسے صادق نبی کی وہ بات جو کہ پوری ہو گئی۔ اسے دیکھتے ہوئے لوگ میری سچائی پر ایمان نہیں لائینگے۔ اسمیں ہتک کی کونسی بات ہے اس امر کا مزید ثبوت کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام معجزہ شق القمر کے قائل تھے یہ ہے کہ حضور فرماتے ہیں "دوسرا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شق القمر ہے۔ اسی الٰہی طاقت سے ظہور میں آیا تھا۔ کوئی دعا اس کے ساتھ شامل نہ تھی۔ کیونکہ وہ صرف انگلی کے اشارے سے جو الٰہی طاقت سے بھری ہوئی تھی۔ وقوع میں آگیا تھا۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۶)

تاریخ اسلام

تاریخ اسلام کا دردناک سانحہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال

یہ وہ زمانہ ہے جب مسلمان ہر لحاظ سے کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ انکی تکالیف اور دکھ سب دور ہو چکے ہیں۔ کفار کیطرف سے ایذا رسانیاں بند ہو چکی ہیں۔ سارے عرب پر اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے۔ مال و دولت کی کمی نہیں۔ ابتدائی ایام کا نقشہ اس وقت بالکل ایک خواب ہو چکا ہے۔ گمراہی اور ضلالت کے بادل پھٹ چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا نور ہر طرف چمک رہا ہے۔ اہم سے اہم معاملہ سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ تک آسمانی ہدایات موجود ہیں۔ تکمیل دین ہو چکی ہے۔ روحانی لذات کے دریا بہ رہے ہیں۔ اور مسلمان اپنے خالق و مالک کے حقیقی عبد بنکر اس کے افضال کے وارث بن چکے ہیں۔ لیکن انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ اس کے ساتھ ایک ایسا سانحہ متعلق ہے۔ جس کا وہم و گمان بھی ان کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ یعنی اس تکمیل دین کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو جائے۔ اور آپ محبوب حقیقی کے پاس چلے جائیں۔ کیونکہ آپ جس مقصد کے لئے دنیا میں مبعوث کئے گئے تھے۔ وہ حاصل ہو چکا تھا ؛

مرض کی ابتداء

۱۸ یا ۱۹ صفر ۱۱ھ بروز چہار شنبہ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھی رات کے وقت جنت البقیع یعنی مسلمانوں کے قبرستان میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر طبیعت ناساز ہو گئی۔ اس روز آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔ لیکن چونکہ ازواج مطہرات سے آپ کسی قسم کی ناانصافی گوارا نہ فرماتے تھے۔ اسلئے ناسازی طبع کے باوجود آپ پانچ یوم تک حسب باری ان کے ہاں تشریف لیجاتے رہے دوشنبہ کے روز مرض نے شدید صورت اختیار کر لی۔ تو آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ کل کس کے ہاں باری ہے ازواج مطہرات نے بخوشی عرض کیا کہ جہاں حضور کی مرضی ہو تشریف رکھیں۔ باریوں کی پابندی ایسی حالت میں ضروری نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی۔ آپ بوجہ ضعف و نقاہت حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کے کندھوں کا سہارا لیکر انکے ہاں پہنچے۔ اور انہیں کے گھر آپ کا وصال ہوا ؛

نماز سے عشق

جب تک آپ میں چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کی معمولی سی بھی سکت رہی۔ آپ مسجد میں تشریف لا کر نماز پڑھاتے رہے۔ آخری نماز جو آپ نے پڑھائی وہ مغرب کی نماز تھی چونکہ سر میں سخت درد تھا۔ اس لئے رومال باندھ رکھا تھا۔ عشاء کیوقت آپ نے دریافت فرمایا۔ نماز ہو چکی یا نہیں۔ عرض کیا گیا حضور کا انتظار ہے۔ آپ نے غسل فرمایا۔ اور مسجد میں جانے کے لئے اٹھنے لگے۔ کہ غش آ گیا جب ہوش آیا تو پھر نماز کے متعلق دریافت فرمایا۔ صحابہ رضؓ نے وہی جواب دیا۔ آپ نے پھر غسل فرمایا لیکن اٹھتے وقت پھر غشی طاری ہو گئی۔ تیسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ اور جب افاقہ ہوا۔ تو ارشاد فرمایا کہ حضرت ابو بکر نماز پڑھا دیں

آخری خطبہ

وفات سے چار روز قبل آپ کی طبیعت میں قدرے سکون ہو گیا۔ اس لئے ارشاد فرمایا۔ کہ پانی کی سات مشکیں مجھ پر ڈالی جائیں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کا سہارا لیکر مسجد میں تشریف لائے۔ حضرت ابو بکرؓ آہٹ پاکر پیچھے ہٹنے لگے۔ مگر آپ نے اشارہ سے روکا اور ان کے قریب ہی بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو آخری خطبہ ہے ؛

شرک سے اجتناب کی تاکید

اس خطبہ میں آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ میں ابو بکر کی دولت اور صحبت کا سب سے زیادہ ممنون ہوں۔ اگر میں دنیا میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بناتا۔ تو ابو بکرؓ کو بناتا۔ لیکن اسلام کا رشتہ دوستی کے لئے کافی ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ تم سے پہلی قوموں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ کہ ایسا ہرگز ہرگز نہ کرنا ؛

انصار کا مرتبہ

پھر فرمایا۔ میں انصار کے معاملہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں مسلمان تو بڑھتے جائیں گے۔ لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے۔ وہ میرے جسم میں بمنزلہ معدہ کے ہیں۔ وہ اپنا فرض ادا کر چکے۔ اب تمہیں ان کا فرض ادا کرنا ہے جو خلیفہ ہو۔ اس کو چاہیئے۔ ان میں سے نیکو کاروں کو قبول کرے۔ اور خطا کاروں کو معاف کرے۔ میں نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے بعض اشیاء کو حرام اور باقی کو حلال قرار دیا ہے۔ اس لئے حلال و حرام کی نسبت میری طرف کی جائے۔

نیک اعمال کا حکم

اس کے بعد ایک نہایت ہی قیمتی نصیحت فرمائی جسے اگر مسلمان یاد رکھتے۔ تو دین و دنیا میں اس طرح رسوا نہ ہوتے جسطرح مذہب میں اعلیٰ پایہ رکھنے والوں کی اولادیں ہو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے پیغمبر خدا کی بیٹی فاطمہ۔ اور اے پیغمبر خدا کی پھوپھی صفیہ خدا کے ہاں کے لئے خود کچھ کر لو۔ میں تمہیں خدا سے نہیں بچا سکتا خطبہ سے فارغ ہو کر آپ پھر حضرت عائشہ کے حجرہ میں تشریف لے آئے ؛

تین وصیتیں

صحیح بخاری باب ذکر وفات میں آتا ہے۔ کہ اسی دن یعنی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے جانے سے قبل آپ نے تین وصیتیں فرمائی تھیں۔ جن میں سے ایک تو یہ ہے۔ کہ کوئی مشرک عرب میں نہ رہنے پائے۔ دوسرے یہ کہ سفراء کا احترام حسب دستور سابق کیا جائے۔ اور تیسری کا راوی بھول گیا ؛

توحید سے محبت

خدا کی توحید آپکو جسقدر عزیز تھی۔ اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک دن مرض میں بہت شدت تھی۔ اور کرب و بے چینی کیوجہ سے آپ کبھی چادر موںہہ پر ڈال لیتے تھے۔ اور کبھی اتار دیتے۔ حضرت عائشہؓ کی روایت ہے۔ کہ اسوقت میں نے آپکی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے لعنت اللّٰہ علی الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد یعنی یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔ آپ نے حضرت عائشہ کے پاس چند اشرفیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس حالت بے چینی میں ان کا خیال آیا۔ تو اسی وقت ارشاد فرمایا۔ کہ انکو خیرات کر دیا جائے اور فرمایا۔ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے خدا سے بدگمان ہو کر ملیگا ؛

وصال الٰہی

دوشنبہ کے روز بظاہر طبیعت میں سکون تھا۔ لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ آپ نے پردہ اٹھا کر دیکھا۔ اور مسکرائے۔ پھر پردہ ڈالدیا جوں جوں دن چڑھتا گیا۔ بار بار غشی طاری ہوتی گئی۔ جب افاقہ ہوتا۔ تو آپ کی زبان مبارک پر مع الذین انعم اللّٰہ علیھم اور اللّٰھم فی الرفیق الاعلیٰ کے الفاظ ہوتے۔ وفات سے تھوڑا ہی قبل آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ کہ حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ آئے ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ آپ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کی خواہش ظاہر فرمائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسواک اپنے دانتوں میں نرم کر کے دی۔ اور آپ تندرستوں کی طرح مسواک کرتے رہے۔

نماز اور غلاموں سے حسن سلوک کی تاکید

سہ پہر کے وقت سانس اکھڑ گیا۔ پانی پاس رکھا تھا۔ آپ کبھی اس میں ہاتھ ڈالتے اور پھر چہرے پر ملتے۔ کبھی مونہہ پر چادر ڈال لیتے۔ اور کبھی ہٹا دیتے۔ اس وقت بھی آپ نے نماز اور غلاموں کے متعلق تاکید کرتے ہوئے فرمایا۔ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم اس کے بعد ہاتھ اوپر اٹھا کر انگلی سے اشارہ فرمایا۔ اور تین دفعہ فرمایا۔ بل الرفیق الاعلیٰ اور یہ کہتے کہتے ہاتھ لٹک گئے۔ اور روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی ؛

تجہیز و تکفین

اگلے روز یعنی بروز سہ شنبہ تجہیز و تکفین ہوئی۔ تدفین کے لئے وہی مقام یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تجویز ہوا۔ جہاں آپ نے وفات پائی تھی۔ جنازہ حجرہ کے اندر ہی رکھا تھا۔ لوگ باری باری آتے۔ اور وہیں نماز جنازہ پڑھ کر چلے جاتے عورتوں اور بچوں نے بھی نماز جنازہ ادا کی۔ حضرت علیؓ۔ فضل بن عباسؓ اسامہ بن زیدؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے جسد مبارک قبر میں اتارا ؛

تحقیق الادیان

آریہ سماج کی مذہبی کتب میں گوشت خوری کی اجازت

اگرچہ آریوں میں ایسے لوگوں کی روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ جو گوشت خوری کی نہ صرف زبانی بلکہ عملی تائید کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اب تو ایسے منچلے بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ جو گائے کو دوسرے جانوروں پر کوئی امتیاز نہ دیتے ہوئے یہ بھی کہہ رہے ہیں۔ کہ گائے کا گوشت کھانے والوں سے آریوں کو کوئی پرہیز نہ کرنا چاہئیے۔ اور ان کے ساتھ مل کر کھا پی لینا چاہئیے۔ تاہم ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو گوشت خوری کو بہت بڑا پاپ قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے ان گوشت خور بھائیوں کے مقابلہ میں جنہوں نے کھچے ہوئے گوشت کو "مہا پرشاد" کا لذت آفرین نام دے رکھا ہے۔ اسے "مہا پاپ" بتلاتے ہیں۔ حالانکہ ان کی مذہبی کتب کو جن کی تقدیس ان کے نزدیک مسلم ہے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو دھرم میں بھی گوشت خوری جائز ہے۔ اور نہ صرف جائز بلکہ بعض موقعوں پر اس کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اسے مذہبی رسوم میں داخل کیا گیا ہے

مہا بھارت میں گوشت کی تعریف

مہا بھارت جو ہنود کی ایک مقدس کتاب ہے اس کے ادھیائے ۱۸ صفحہ ۱۲/۱۵ پر راجہ جدھشٹر بھیشم جی سے کہتے ہیں "دنیا میں جو ذائقہ گوشت کا ہے اور کسی چیز کا نہیں۔ گوشت سے جسمانی طاقت بڑھتی ہے۔ تو لید خون ہوتا ہے۔ گوشت سے بہتر اور کوئی غذا نہیں"

اس حوالہ میں گوشت کا خوش ذائقہ ہونا اس کے استعمال سے جسمانی طاقتوں کا بڑھنا۔ افزائش خون اور آخر میں سید الطعام لحم قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "اس سے بہتر اور کوئی غذا نہیں" کیا آریہ صاحبان اس پر غور کریں گے۔

وشششٹ سمرتی کا بیان

وشششٹ سمرتی جس کا ترجمہ بھاشا میں پنڈت بھیم سین صاحب نے کیا ہے۔ اس کے صفحہ ۱۲۰ و ۱۲۱ پر لکھا ہے۔ "اور بھی شرتی وید میں لکھا ہے کہ آئے ہوئے برہمن و کشتری راجہ اور اتتھی کے لئے بڑے بکرے اور بڑے بیل کو پکا دے" (شلوک ۸)

گویا مہمان نوازی کے لئے مرغوب کھانا گوشت ہی قرار دیا ہے

گوشت کی خوبیاں

ایک اور جگہ بیل کے گوشت کے استعمال کی وجہ بھی بتائی گئی ہے اور وہ یہ کہ اس کے کھانے سے اولاد نہایت لائق سمجھدار دینی و دنیاوی علوم سے کامل طور پر فائدہ اٹھانے والی فصیح و بلیغ آسمانی کتب سے پوری واقفیت رکھنے والی نیز ان پر عمل کرنے اور دوسروں سے کروانے والی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ برہدارنیک اپنشد ادھیائے ۸ برہمن ۴ منتر ۱۸ میں لکھا ہے۔

"جو پرش چاہے کہ میرا پتر پنڈت پرکھیات۔ پرسبھہ۔ سندر کا وکتا سپورن آیو کا بھوگنے والا ہو وہ پرش جوان بیل یعنی اس سے کچھ زیادہ عمر والے بیل کا مانس چاولوں کے ساتھ پکا کر اس میں گھی ڈال کر اپنی عورت سمیت کھا دیں"

رام اور لچھمن جی کا عمل

ان حوالوں کے علاوہ سری رام چندر جی مہاراج جن کو آریہ سماجی بھی پرمیشور کا بھگت اور بہت بڑا انسان قرار دیتے ہیں وہ اور لچھمن جی مہاراج بھی مانس خور تھے۔

رامائن آرنیہ کانڈ ادھیائے ۷۳ شلوک ۱۴ و ۱۵ میں لکھا ہے۔

"پھر رام چندر جی سے کہتے ہیں اے رگھو آپ اپنی خیر پنکھیوں پر گذارہ کریں اور روہتا چکر تونڈا اور نلہ مچھلیوں کو کھاویں" اسی طرح لکھا ہے۔

"تب وہ دونوں بھائی (یعنی رام اور لچھمن) رشی مار کر لائے اور شام کو اس کا مانس کھا کر ایک درخت کے نیچے رہنے لگے" (رامائن اجودھیا کانڈ سرگ ۵۲ شلوک ۱۰۲)

اگر گوشت خوری پاپ ہے تو سوال یہ ہے کہ سری رام اور لچھمن جی کیوں اس پاپ کے مرتکب ہوئے۔

گوشت خوری کے متعلق شاستروں کا فتویٰ

دراصل گوشت خوری شاستروں کا ہی حکم ہے۔ اگر موجودہ آریہ سماجی اپنی کتابوں کو پس پشت ڈال چکے ہوں تو یہ اور بات ہے ورنہ صاف لکھا ہے۔

"رام چندر نے لچھمن کو کہا کہ ہرن کو مار کر جلدی لا۔ کیونکہ شاستروں میں جیسی ودھی لکھی ہے ویسے ہم کریں۔ لچھمن اس حکم کو پا کر ہرن مار لایا اور اس سے ہون کیا اور پھر کھایا" (اجودھیا کانڈ سرگ ۵۶ شلوک ۲۴ تا ۳۶)

اسی طرح اجودھیا کانڈ سرگ ۵۵ شلوک ۳۲ و ۳۳ میں لکھا ہے۔

"ایک کوس جا کر دونوں بھائیوں نے پوتر ہرن کو مارا اور جمنا کے کنارے چلے گئے"

پانچ جانوروں کی حلت

پھر رامائن کشکندھا کانڈ سرگ ۱۷ شلوک ۳۹ میں لکھا ہے "پانچ قسم کے جانور جو پانچ انگلیوں والے ہیں اور برہمنوں کے کھانے کے لائق ہیں ان کے نام یہ ہیں۔ جھاڑ چوہا۔ سیہہ۔ گوہ خرگوش اور کچھوا کاں" منو ادھیائے ۵ شلوک ۳۵ میں لکھا ہے "شاستروں کی بدھ سے جو مانس شدھ ہے اس کو جو آدمی نہیں کھاتا وہ پرلوک میں تیس جنم تک پشو بنتا ہے"

گوشت خوری سے راحت

پھر اس سے بڑھ کر گوشت خوری کی اور کس طرح ترغیب دی جا سکتی ہے کہ منو ادھیائے ۳ شلوک ۲۶۷ تا ۲۷۰ اور بسشٹ سمرتی میں لکھا ہے۔ کہ "شرادھ میں اگر پتروں کے لئے تل چاول ماش سبزی وغیرہ دی جائے تو پتر صرف ایک ماہ خوش رہتے ہیں۔ مچھلی کے گوشت سے دو ماہ ہرن کے گوشت سے تین ماہ مینڈھے کے گوشت سے ۴ ماہ پرندوں کے گوشت سے ۵ ماہ بکرے کے گوشت سے چھ ماہ چیتل کے گوشت سے ۷ ماہ چنکارے کے گوشت سے ۸ ماہ سرخ ہرن کے گوشت سے ۹ ماہ اور سؤر کے گوشت سے ۱۰ ماہ کچھوے اور جھاڑ چوہے کے گوشت سے گیارہ ماہ خوش رہتے ہیں"

ویدوں میں سوختنی قربانیوں کا ذکر

شاستروں کے علاوہ ویدوں سے بھی گوشت خوری کے جواز پر روشنی پڑتی ہے۔ اس کے لئے پہلا ثبوت ستیارتھ پرکاش سے ہی پیش کیا جاتا ہے۔ سوامی دیانند جی بائیبل کے متعلق فرماتے ہیں "قربان گاہ کے بنانے اور سوختنی قربانیاں چڑھانے کا ذکر ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ باتیں ویدوں سے بائیبل میں گئی ہیں" (باب تیرھواں)

گویا ویدوں کے نزدیک بھی جانوروں کی قربانی بالکل جائز اور درست ہے۔ پھر نہ معلوم کسی جانور کا گوشت کھا لینا کس طرح پاپ ہو سکتا ہے یجروید ادھیائے ۲۴ منتر ۲۸-۲۹ و ۳۰ میں بھی لکھا ہے

"اے طاقتور دیوتا تیرے لئے سفید ہرن اور متر کے لئے لال ہرن اور ورن کے واسطے بھینس اور برہسپت کے واسطے اور گوا دشتری لوہار کے لئے اونٹ اور پرجاپتی کے واسطے منش قربان کیا جاتا ہے"

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ آریوں کا گوشت خوری پر معترض ہونا درست نہیں۔ جب ان کی الہامی اور مذہبی کتب گوشت خوری کے جواز کا فتویٰ دے رہی ہیں تو عقلاً اور اخلاقاً ان کا حق نہیں کہ وہ گوشت خوری پر اعتراض کریں۔

مسلمانانِ پونچھ کے دردانگیز حالات

ملزم بری اور بیگناہوں کو سات سو روپیہ جرمانہ

پونچھ شہر سے پانچ میل کے فاصلہ پر موضع تیتری نوٹ میں ایک سکھ دوکاندار کی معمولی دکان کو رات کے وقت آگ لگ گئی مالک دکان آگ لگنے کے وقت خود دکان پر موجود تھا۔ صبح ہوتے ہی وہ تھانہ میں رپورٹ دینے کی خاطر شہر آیا۔ شہر پہنچنے تک تو راستہ میں وہ یہی بیان کرتا رہا۔ کہ فلاں سکھ نے جو اس کا دیرینہ مخالف ہے۔ اس کی دوکان جلائی ہے۔ اور سُنا گیا ہے۔ کہ اس نے پہلے سب انسپکٹر تھانہ صدر کے پاس بھی اسی قسم کے بیان دیئے۔ مگر جونہی وہ سنگھنی سورماؤں کے ہتے چڑھا انہوں نے لعنت و ملامت کرنی شروع کر دی۔ اور کہا مسلمانوں کا نام نہ لینا۔ تو ایک تو وہ قید ہو جاتے۔ دوسرے تجھے معاوضہ مل جاتا۔ اس سبق کے ملتے ہی دکاندار مذکور کی کایا پلٹ گئی اور اس نے ایک ہندو عرائض نویس سے عرضی لکھا کر وزیر صاحب جاگیر پونچھ کے پاس بھیجدی۔ وزیر صاحب نے درخواست پڑھتے ہی گورنر۔ تحصیلدار اور سب انسپکٹر پولیس کو تفتیش پر مامور کیا چونکہ سب انسپکٹر پولیس کے پاس وہ پہلے ہی سے ایک سکھ کے خلاف بیانات دے چکا تھا۔ اور تحقیقات میں رپورٹ ابتدائی کے مطابق ہی اصلیت بھی عیاں ہو گئی۔ اس واسطے اس نے سوائے ملزم مذکور کے کسی اور طرف قدم نہ بڑھایا۔ گورنر اور تحصیلدار اصلیت معلوم کر کے واپس چلے آئے۔ مگر نہ معلوم اندر ہی اندر کیا اسباب پیدا ہو گئے۔ کہ تیسرے روز تحصیلدار مذکور نے پھر موقعہ واردات پر پہنچ کر دوبارہ تحقیقات شروع کی گاؤں کے دوکاندار اور دوسرے لوگوں نے سکھ کے خلاف شہادتیں دیں۔ مگر تحصیلدار صاحب ہندو نوازی کے نشہ میں کچھ ایسے چور تھے۔ کہ انہوں نے کہدیا۔ میں ان الجھنوں میں پڑنا نہیں چاہتا۔ اور اس کے بعد دکان کی چھت پر چڑھ کر نظر دوڑائی اور جن جن گھروں تک آپ کی نظر پہنچی ان گھروں کے زمینداروں کو ملزم گردان کر ۔/۷۰۰ روپیہ سزائے جرمانہ کا حکم سنایا۔ یاد رہے کہ تحصیلدار مسلمان ہے۔ پٹواری دیہہ نے گھروں کی فہرست مرتب کی جو ۴۳ کی تعداد پر مشتمل ہے۔ کیا دنیا میں ایسا بھی کہیں اندھیر ہے۔ کہ اصلی مجرم کو بری کر کے بے گناہ زمینداران دیہہ کو مستحق سزا قرار دیا جائے۔ یہ نامنصفانہ کارروائی محض ہندو حکومت کو خوش کرنے کے لئے کی گئی۔ اور شاید اسی کا صلہ ہے کہ آپ کے صاحبزادے کو جو عرصہ چھ سال سے پنجاب اور اسی پونچھ میں ملازمت کے واسطے دربدر ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا۔ فسٹ گریڈ سارجنٹ کا عہدہ دیا گیا ہے۔ لیکن ممکن نہیں کہ غریب بے کس اور بے بس مظلوم مسلمانوں کی آہیں رنگ نہ لائیں۔

پونچھ میں مسلمان ملازموں سے ناانصافی

ریاست پونچھ میں مسلمانوں کی آبادی ۹۶ فیصدی ہے۔ مگر ملازمتوں میں ان کا حصہ چار فیصدی سے بھی کم ہے۔ اور اس وقت جبکہ ریاست جموں و کشمیر کے مسلمان اپنے جائز حقوق کے لئے زبردست جدوجہد کر رہے ہیں۔ حکومت پونچھ موجودہ مسلمان ملازمین کو بھی علیحدہ کر رہی ہے۔ بعض قابل اور تجربہ کار مسلم افسروں کو صدر مقام سے تبدیل کر کے بیرونی علاقہ میں بھیجا جا رہا ہے۔ سردار امیر محمد صاحب سب انسپکٹر تھانہ سٹی نے حکومت کی بیش بہا خدمات سرانجام دی ہیں۔ کئی بار ہندوؤں کی سازشوں کو طشت ازبام کر کے خوفناک خونریزی کی روک تھام کی ہے۔ ڈاکوؤں کا مقابلہ بھی آپ نے نہایت جرأت اور ہمت سے کیا اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ لیکن اب سنا ہے کہ ان خدمات کا صلہ اس طرح ملنے والا ہے۔ کہ انہیں تبدیل کر کے کسی جنگلی علاقہ میں بھیجدیا جائیگا۔ اور ان کی جگہ ایک ایسا ہندو سب انسپکٹر تعینات کر دیا جائیگا۔ جس کا تقرر مسلمانوں کے لئے پیام موت کا حکم رکھتا ہے۔ اور غالب گمان ہے کہ اس کے آتے ہی ہندوؤں اور سکھوں کو اپنی مسلم کش سازشوں کو بروئے کار لانے کا موقعہ مل جائیگا۔

پونچھ میں ڈوگرہ فوج کی سکھاشاہی

وہ ڈوگرہ سپاہی جو جموں و کشمیر میں امن قائم کرنے میں سخت ناکام رہے ہیں۔ اور جن کی نااہلیت کی وجہ سے وہاں گورا افواج منگوانا ناگزیر ہو گیا تھا۔ وہ پونچھ میں بھیجی گئی ہیں۔ ان ظالموں نے تھکیالہ پڑاوہ کے مسلمانوں سے اپنے کھانے کے لئے بکرے۔ انڈے۔ دودھ۔ مرغیاں۔ اور گھوڑوں کے لئے گھاس وغیرہ کا مطالبہ کیا۔ اور جس نے ذرا بھی چوں چرا کی اسے زدوکوب کر کے اس کے گھر میں زبردستی گھس گئے۔ اور جو کچھ ہاتھ آیا لے کر چلتے بنے۔ ان کی اس درندگی سے تمام علاقہ میں سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ شریف اور پردہ دار مستورات کی عصمت دری کے واقعات بھی سننے میں آئے ہیں مسلمان عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے اپنی عورتوں کو جنگلوں میں چھپاتے پھرتے ہیں

والئے پونچھ کی خدمت میں مسلمانوں کا وفد

حال میں مسلم معززین ریاست پونچھ کا ایک وفد راجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ ہندو اور سکھ خوفناک طور پر مسلح ہو رہے ہیں اور طرح طرح کی اشتعال انگیزیوں سے آمادۂ فساد ہیں۔ اس کا انسداد کیا جائے اور ان سے ہتھیار چھین لئے جائیں۔ اور اگر کسی مسلمان کے پاس کوئی ہتھیار ہو تو وہ بھی لے لیا جائے۔ ورنہ فساد کی ذمہ داری ہندوؤں پر اور خود حکومت پر ہوگی۔ نیز حکومت نے تحصیل حویلی اور باغ سے مسلح سکھوں کے جو جتھے منگوائے تھے۔ اور جنہیں مسٹر جارڈین نے واپس کر دیا تھا۔ وہ علی الاعلان کہہ رہے ہیں۔ کہ ہمیں حکومت نے اجازت دی ہے۔ کہ جہاں موقعہ ملے۔ مسلمانوں کو مار دو اور ان کی جائدادیں لوٹ لو۔ ان کے متعلق انتظام کیا جائے۔ نیز جو لوگ اخبارات میں غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

مہاراجہ صاحب نے اس وفد کو کوئی تسلی بخش جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ جس سے مسلمان پہلے سے بھی زیادہ خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض تو پنجاب کی طرف ہجرت کر رہے ہیں۔ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ ہے۔ کئی ایک بے گناہ جیلوں میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ اور اتنی رقم ان پر جرمانہ کی جا چکی ہے۔ جو شاید پشتہا پشت تک بھی وہ ادا نہ کر سکیں۔ (نامہ نگار)

مسلمان کشمیر کانفرنس میں شرکت نہیں کریں گے

جموں ۲۵۔ مارچ ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مسلمانان جموں کا ایک عام جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرار دادیں باتفاق آراء منظور ہوئیں۔

۱۔ قرار پایا۔ کہ جس طرح حکومت کشمیر نے آئینی کانفرنس کے لئے ہندوؤں سکھوں اور بدھوں کے نمائندے ان اقوام کے مشورے سے منتخب کئے۔ اسی طرح اسے مسلمانوں کو بھی موقعہ دینا چاہیئے تھا۔ کہ اس کانفرنس کے لئے اپنے نمائندے خود نامزد کریں۔ لیکن چونکہ حکومت نے ایسا نہیں کیا۔ نیز چونکہ کانفرنس مذکور کے بعض مسلم نامزد نمائندے اس بات کی اہلیت نہیں رکھتے کہ پیش آمدہ اہم مسائل کو سمجھ سکیں۔ یا ان پر بحث کر سکیں۔ اس لئے مسلمان کانفرنس میں شرکت کرنے سے معذور ہیں اور وہ اس کانفرنس کے کسی فیصلے کے پابند نہیں ہوں گے۔

۲۔ یہ بھی قرار پایا گیا۔ کہ مسلمان کانفرنس میں شرکت کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ حکومت مندرجہ ذیل امور کے متعلق احکام صادر کردے

(الف) تمام سیاسی قیدیوں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دے۔ اور تمام سیاسی نوعیت کے مقدمات واپس لے لے۔

(ب) کانفرنس کے نمائندے مختلف اقوام کے تناسب آبادی کے لحاظ سے نامزد کرے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے تازہ اجلاس کی اہم قرار دادیں

حال میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں حسب ذیل اہم قرار دادیں منظور کی گئیں:-

کشمیر میں مسلمانوں کی حق تلفی

۱- اس کانفرنس کی رائے میں دستور اساسی کے مسئلہ کے متعلق جو گلینسی کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ اس کی ہیئت ترکیبی مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول ہے۔ کیونکہ مسلمانانِ کشمیر کو ان کی آبادی کے تناسب کے مطابق کمیشن مذکور میں نیابت نہیں عطا کی گئی۔ اور اکثر مسلم ارکان جو نامزد کئے گئے تھے۔ اس کام کی اہمیت نہیں رکھتے۔ یہ کانفرنس حکومت کشمیر کے اس فعل کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے۔ کہ غیر مسلموں کے نامزد ارکان اقوام متعلقہ کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد مقرر کئے گئے ہیں لیکن مسلم ارکان مسلم قوم سے کسی قسم کا ذکر کرنے کے بغیر خود بخود نامزد کئے گئے ہیں کانفرنس حکومت سے مطالبہ کرتی ہے۔ کہ کمیشن میں اپنے نمائندے نامزد کرنے کے لئے مسلمانوں سے درخواست کی جائے۔

۲- اس کانفرنس کی حتمی رائے ہے۔ کہ جب تک شیخ محمد عبد اللہ اور قاضی گوہر رحمٰن جو مسلمانانِ کشمیر کے مستند اور مسلمہ راہنما ہیں فی الفور رہا نہیں کئے جاتے۔ تاکہ وہ کمیشن کے سامنے مسلمانوں کا معاملہ مناسب طور پر مرتب کرنے کے قابل ہو سکیں گلینسی کمیشن کا مرتب کردہ مسودہ دستور اساسی مسلمانوں کے لئے تسلی بخش نہیں ہوگا۔

۳- یہ کانفرنس ان بدعنوانیوں اور بدسلوکیوں کے خلاف احتجاج کرتی ہے۔ جو ریاستی جیلخانوں میں مسلمان سیاسی قیدیوں کے ساتھ روا رکھی جاتی ہیں۔ اس کی فیصلہ کن رائے ہے۔ کہ جب تک تمام اشخاص جو عدم تشدد کی سرگرمیوں کی وجہ سے محبوس کئے گئے ہیں۔ رہا نہیں کئے جاتے۔ ریاست میں امن قائم ہونا ناممکن ہے۔

۴- اس کانفرنس کو یہ معلوم کر کے افسوس درنج ہوا۔ کہ ہندواڑہ اور دیگر مقامات میں مسلمانوں کے قابل احترام مذہبی راہنماؤں کی گورنر کشمیر کے حکم سے بر سر عام بے حرمتی اور تذلیل کی گئی۔ اس کی رائے ہے۔ کہ گورنر مذکور کو فوراً علیحدہ کیا جائے۔ نیز دوسرے عہدہ داران متعلقہ کے طرز عمل کی تحقیقات بحالی امن کے لئے ضروری ہے۔

۵- یہ کانفرنس شیخ عبد القیوم کے ہوم منسٹر کشمیر مقرر کئے جانے کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ کیونکہ مسلمانانِ کشمیر کا اسے کبھی اعتماد حاصل نہیں ہوا۔ اس کانفرنس کی رائے ہے۔ کہ کابینہ وزارت میں کم از کم دو ایسے مسلمان مقرر کئے جائیں۔ جنہیں مسلمانوں کا اعتماد حاصل ہو۔

۶- یہ کانفرنس بعض مسلمان وکلاء کے اخراج کے خلاف احتجاج کرتی ہے۔ جو سیاسی مقدمات میں صفائی کی طرف سے پیروی کر رہے تھے۔ نیز صفائی پیش کرنے کے لئے ریاست سے باہر کے مسلم وکلاء کو داخلہ کی اجازت نہ دینے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتی ہے حکام ریاست کے اس رویہ سے یہ خیال پیدا ہونے کے وجوہ موجود ہیں کہ ریاست سیاسی مقدمات کی پیروی کرانا نہیں چاہتی۔ اور عدم تعاون کی سپرٹ کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ لہٰذا یہ کانفرنس حکام ریاست سے مطالبہ کرتی ہے۔ کہ ملزموں کی مدافعت کے لئے تمام وکلاء کو پیش ہونے کی اجازت دی جائے۔

۷- نیز اس کانفرنس کی رائے ہے۔ کہ بیرونی وکلاء سے ہر مقدمہ کے لئے بیس روپیہ فیس لینا اس امر کا مقتضی ہے۔ کہ ملزموں کو مناسب پیروی سے محروم رکھا جائے۔ اور مطالبہ کرتی ہے۔ کہ موجودہ حالات میں اس فیس کی وصولی بند کر دی جائے۔

مسلمانانِ تحصیل راجوری کیطرف سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ

جب سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس نے نہایت اخلاص سے مسلمانانِ کشمیر کی ہر ممکن طریق سے مدد کی ہے اور سینکڑوں تباہ حال مسلمانوں کو ہلاکت سے بچایا ہے۔ اگر اس کی راستے میں دوسرے خود غرض لوگ روکاوٹیں نہ ڈالتے۔ تو مسلمانانِ کشمیر کبھی کے اپنے حقوق حاصل کر چکے ہوتے۔ ہمیں افسوس ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے کشمیر کمیٹی کو مالی امداد دینے کیطرف بہت کم توجہ کی ہے۔ حالانکہ حقیقی اور ٹھوس کام کشمیر کمیٹی ہی کر رہی ہے۔ اس کے ثبوت میں ہم اس وقت مسلمانان راجوری کی ایک مراسلت شایع کرتے ہیں جس میں انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس قسم کی بیسیوں مراسلات ہمیں کشمیر کے مختلف علاقہ جات سے موصول ہو چکی ہیں۔ جن میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات کا سچے دل سے اعتراف کیا گیا ہے۔ مسلمانانِ راجوری کی مراسلت حسب ذیل ہے

"ہم جملہ مسلمانانِ تحصیل راجوری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتے ہیں۔ ہمیں یہ اچھی طرح محسوس ہو گیا ہے۔ کہ یہی ایک کمیٹی ایسی ہے۔ جو غریب اور ناتوان مسلمانوں کی ہر گلی و کوچہ میں خبر لے رہی ہے۔ ہم ایک ایسے ویران جنگل کے رہنے والے ہیں جن کا خبر گیر تحت الثریٰ سے لوح محفوظ تک سوائے ذات باری کے اور کوئی نہیں۔ مگر اس کمیٹی نے ہمارا ہاتھ پکڑنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اور ہم پر بخوبی واضح ہو گیا ہے۔ کہ اس کمیٹی کی نظر بہت باریک بین ہے۔ پس ہم خدا سے دعا کرتے ہیں۔ کہ اے زمین و آسمان کے خالق اور دنیا و ما فیہا کے ناظم ہماری اس ممد و معاون کمیٹی کو جو آج آڑے وقت میں ہماری خبر گیری کر رہی ہے مضبوط رکھ اور مضبوط بنا۔ خصوصاً جناب صدر صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے احسانات کو تمام فرقوں کے مسلمان کسی صورت میں بھی بھول نہیں سکتے۔ ہماری بہت ساری مصائب کا اس کمیٹی کی مہربانی سے کچھ نہ کچھ ازالہ ہو گیا ہے۔ اور ابھی بہت سی مشکلات موجود ہیں۔ اگر یہ کمیٹی اپنی کوششیں جاری رکھنے میں سرگرم رہی تو انشاء اللہ ایک نہ ایک دن ان مصائب سے بھی ہم نجات حاصل کر لیں گے۔ باقی حالات وقتاً فوقتاً پیش ہوتے رہیں گے۔ یہ چٹھی ہدیہ شکرانہ ہماری طرف سے کمیٹی کی خدمت میں ارسال ہے۔ ہمیں اعتراف ہے۔ کہ جو کچھ کمیٹی کر رہی ہے۔ وہ ہمارے دل و دماغ پر پوری طرح اثر انداز ہے"

اس سے قارئین بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ کشمیر کمیٹی مسلمانانِ کشمیر کی مدد کرنے میں کس قدر سرگرم عمل ہے۔ والسلام

(خاکسار شمس کاشمیری)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مالی امداد

مسلمانانِ نوا پور علاقہ مغربی خاندیس کا بہت بہت شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے اسلامی ہمدردی کے متعلق اپنے فرض کو محسوس کرتے ہوئے اپنے مظلوم بھائی مسلمانانِ کشمیر کے لئے ایک سو روپیہ کی رقم ارسال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور اس بات کی بیش از پیش توفیق عطا فرمائے۔

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ دوسرے علاقوں کے دردمند مسلمان بھی اس طرف جلد از جلد توجہ فرمائینگے۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو چندہ بھیج کر مسلمانانِ کشمیر کی امداد میں اس کا ہاتھ بٹائیں گے۔ کمیٹی اس وقت کشمیر کے ہزاروں تباہ حال اور ستم رسیدہ مسلمانوں کی ضروریات کو حتی المقدور پورا کر رہی ہے۔

خاکسار شمس کاشمیری

تبلیغی تنظیم ضلع ڈیرہ غازیخاں

۱۲ مارچ زیر صدارت مولوی عبدالاحد صاحب مہتمم تبلیغ علاقہ ملتان بموجودگی امیر صاحب جماعت احمدیہ ڈیرہ غازی خاں جلسہ ہوا۔ جس میں باتفاق رائے حسب ذیل عہدہ داران منتخب کئے گئے:-

(۱) نائب مہتمم تبلیغ ضلع ڈیرہ غازی خاں - اخوند محمد افضل خان صاحب

(۲) ڈسٹرکٹ سکرٹری تبلیغ — حکیم عبدالخالق صاحب

(۳) انسپکٹر تبلیغ تحصیل ڈیرہ غازی خاں - رانا فیض بخش صاحب

(۴) انسپکٹر تبلیغ تحصیل سنگھڑ — سردار فیض اللہ خان صاحب

(۵) انسپکٹر تبلیغ تحصیل جام پور — سردار خدا بخش خان صاحب

(۶) انسپکٹر تبلیغ تحصیل راجن پور — منشی غلام رسول صاحب

یہ انتخاب منظور کیا جاتا ہے۔ عملاً کام شروع کر دیا جائے اور کوشش کی جائے کہ اس سال کے خاتمہ پر تمام دیہات ڈیرہ غازی خاں میں ایک دفعہ تبلیغ ہو جائے۔

نائب مہتمم صاحب تبلیغ ڈیرہ غازی خاں میں تبلیغ کرنے اور کرانے کے ذمہ دار ہونگے۔ اسی طرح انسپکٹران تبلیغ اپنی اپنی تحصیل کے اندر تبلیغ کرنے اور کرانے کے ذمہ دار ہونگے عملاً کام شروع کرنے سے قبل تحصیلوار تنظیم کرنی جائے۔ یعنی ہر تحصیل کو کئی حلقوں میں تقسیم کر کے ہر حلقہ کا الگ الگ سکرٹری تبلیغ مقرر کیا جائے۔ پھر کئی دیہات کے انصاراللہ میں سے ایک ایک یا دو دو مبلغ مقرر کر دئے جائیں۔

سکرٹریان تبلیغ انصاراللہ مبلغین سے رپورٹیں لیں اور وہ انسپکٹران تبلیغ تحصیل کو اپنے حلقہ کی کارگذاری کی رپورٹ دیں انسپکٹران تحصیل اپنی اپنی تحصیل کے اندر کام کی رپورٹ نائب مہتمم تبلیغ ضلع کو بھجوائیں۔ اور نائب مہتمم صاحب تبلیغ سارے ضلع کی رپورٹ دفتر میں بھجوانے کے ذمہ دار ہونگے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

ڈیرہ غازیخاں میں جلسہ

۱۱-۱۲-۱۳ مارچ ۱۹۳۲ء کو ڈیرہ غازی خان میں زیر صدارت جناب پروفیسر مولوی غلام حسن خان صاحب ایم اے جلسہ ہوا۔ جس کی شہرت اور کامیابی کو دیکھ کر دیگر حنفیوں شیعہ اصحاب اور انجمن نعمانیہ نے بھی اسی غرض سے انہی تاریخوں میں جلسے منعقد کرنے۔ تاکہ غیر احمدی احمدیہ جلسہ میں نہ شامل ہو سکیں۔ اور ہر ممکن کوشش سے ہمارے جلسہ کو ناکام بنانے کی کوشش کی گئی۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری۔ مولوی عبدالاحد صاحب ہر سہ قابل لیکچراروں نے اپنے اپنے مضامین کو نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے بیان کیا۔ پروفیسر غلام حسن خان صاحب نے انگریزی میں ۲ گھنٹہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت پر دلچسپ اور پر از معلومات لیکچر دیا۔ سامعین کافی تعداد میں موجود تھے۔ اور معززین شہر کے اصحاب بھی کثرت سے شامل ہوئے۔ الحمد للہ کہ یہ جلسہ کامیاب رہا۔ اور بہت سے غیر احمدی اصحاب نے کامیابی جلسہ پر مبارکباد دی۔ اس جلسہ پر ضلع مذکور کے دور دور سے احمدی اصحاب بھی آئے ہوئے تھے جو سب میرے شکریہ کے مستحق ہیں۔ علاوہ اس کے مندرجہ ذیل اصحاب کا جنہوں نے پیغام حق پہنچانے میں خاص جد و جہد کی ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(۱) مولوی غلام حسین صاحب (۲) اخوند محمد افضل خان صاحب (۳) میاں عبدالقادر صاحب (۴) حکیم عبدالخالق صاحب (۵) رانا فیض محمد خان صاحب (۶) اقبال محمد خان صاحب (۷) بلال احمد صاحب (۸) منشی سربلند خان صاحب (۹) صوفی نبی بخش صاحب (۱۰) مولوی محمد عثمان صاحب

ملتان میں شاندار جلسہ

۱۶ مارچ ۱۹۳۲ء باغ لانگے خاں ملتان میں ایک شاندار جلسہ کیا گیا۔ اہالیان شہر کو بذریعہ منادی اطلاع دی گئی۔ قریباً ایک ہزار کے مجمع میں مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے وفات مسیح۔ ختم نبوت اور صداقت مسیح موعود پر لیکچر دیا۔ اور ثابت کیا کہ نبوت کا سلسلہ بند نہیں بلکہ جاری ہے۔ سامعین نے صداقت احمدیت کے متعلق گہرا اثر قبول کیا۔

جماعت ملتان نے اس وقت جس سرگرمی اور اخلاص سے تبلیغ سلسلہ کا کام شروع کیا ہے۔ اس کے لئے وہ میرے شکریہ کی مستحق ہے۔

سیدوالہ ضلع لائل پور

۱۵ مارچ ۱۹۳۲ء کو زیر اہتمام انجمن احمدیہ سیدوالہ میں ایک پبلک جلسہ کیا گیا۔ جس میں ہندو مسلمان سب شامل ہوئے گیانی واحد حسین صاحب نے صداقت اسلام اور گورو بابا نانک کے مسلمان ہونے پر مؤثر لیکچر دیا۔ پبلک نے دلچسپی کے ساتھ سنا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ

تبلیغی رپورٹ ضلع امرتسر

بابت ماہ فروری ۱۹۳۲ء

تبلیغی تنظیم کے ماتحت یہ پہلی رپورٹ ہے جو بطور نمونہ شائع کی جاتی ہے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

انسپکٹران تبلیغ کی طرف سے رپورٹیں بروقت فراہم نہ ہو سکیں۔ اور انسپکٹر تحصیل ترن تارن کی طرف سے ماہ مذکور کی رپورٹ تاحال نہیں پہنچی۔ دیگر رپورٹوں کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

تحصیل اجنالہ۔ چوہدری غلام محمد صاحب انسپکٹر تبلیغ نے اپنے حلقہ کی رپورٹ بروقت پہنچائی جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ چوہدری رحمت علی صاحب سکرٹری تبلیغ نے۔ اجنالہ۔ موضع بیر نگر جمیاری بھلانوالی وغیرہ مواضعات میں وہاں کے انصار اللہ سے باقاعدہ تبلیغ کرائی ۱۲۷ کس تک پیغام حق پہنچایا۔

جمیاری اور بھلانوالی میں غیر احمدیوں کے مولوی سے احمدیت پر گفتگو ہوئی۔ اچھا اثر ہوا۔

دوجووال کے انصار اللہ نے ۶ دیہات میں تبلیغ کی۔ ۱۷ آدمی زیر اثر ہیں۔

محلانوالہ۔ یہاں کے انصار اللہ بڑی سرگرمی سے تبلیغ کر رہے ہیں۔ مگر رپورٹ بھیجنے میں سست ہیں۔

مانانوالہ۔ چوہدری موتا خان صاحب نمبردار تبلیغ کیلئے دن رات دیہات کا دورہ انصار اللہ کی معیت میں کرتے رہتے ہیں کوٹلی ستہ۔ اولکھیاں۔ جوگانواں۔ لبھے وڈھہ وغیرہ دیہات میں پیغام حق پہنچایا۔

کڑیال۔ چوہدری غلام محمد صاحب سکرٹری تبلیغ نے چار دفعہ موضع جستروال میں تبلیغ کی۔ اور ایسا ہی موضع مودے میں بارہ میل کا سفر کر کے تبلیغ کے لئے گئے۔ کڑیال کے انصار اللہ نے موضع اولکھیاں میں تبلیغ کی۔ لوگوں پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ ہم عنقریب سب لوگ متفقہ طور پر مشورہ کر کے بیعت کریں گے۔

تحصیل امرتسر۔ ماسٹر محمد طفیل صاحب نے بڑی تندہی اور کوشش سے کام کیا ہے۔ ان کی رپورٹ کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ امرتسر میں ایک عیسائی خاندان زیر تبلیغ رہا۔ سلسلہ کا انگریزی اور اردو لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ آسمانی بادشاہت کی ۲۰ جلدیں فروخت کی گئیں۔ مجیٹھہ میں اشتہار ندائے ایمان اور خطبہ جمعہ متعلقہ کشمیر تقسیم کئے گئے۔ اور ۲۷ غیر احمدیوں اور ۱۵ عیسائیوں کو پیغام حق پہنچایا گیا۔ اس جماعت نے تبلیغی اشتہارات کی اشاعت کا بھی کام شروع کر دیا ہے۔ اشتہار ہمارا ۱۲ قوموں کا موعود آچکا ہے کے عنوان سے چھپوا کر شائع کیا

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

پنجاب کونسل نے گذشتہ اجلاس میں ایک کمیٹی مقرر کی تھی کہ موجودہ اجلاس تک فرقہ دار مسئلہ کا تصفیہ کر کے رپورٹ کرے۔ اس کے ممبر کپتان سکندر حیات خان۔ سر جوگندر سنگھ اور ڈاکٹر نارنگ تھے۔ ۲۹ مارچ کو کونسل کے اجلاس میں کپتان سکندر حیات خان نے کمیٹی کی طرف سے اعلان کیا کہ وہ اس کا تصفیہ کرانے میں ناکام رہی ہے۔ اور رسمی طور پر یہ کام بند کر دیا گیا ہے۔

۲۹ مارچ کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں ریونیو ممبر نے اعلان کیا۔ کہ ایک کمیٹی بہت جلد مقرر کی جائیگی۔ جو دیہاتیوں کے قرضہ جات کے متعلق تحقیقات کرے گی۔ اس کمیٹی کے صدر مسٹر کالورٹ فنانس کمشنر مقرر ہوئے ہیں۔

۸ دسمبر ۱۹۳۱ء کو بھگت سنگھ ڈے کے موقعہ پر پولیس ایک شورش انگیز ہجوم کے پیچھے ڈی۔ اے۔ وی کالج کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی تھی۔ اور لاٹھی چارج کیا تھا۔ جس میں ایک پروفیسر کو بھی چوٹیں آئی تھیں۔ پروفیسر مذکور نے مسٹر نیل اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے خلاف دس ہزار کا دعویٰ کر دیا۔ ۲۹ مارچ آغا محمد سلطان مرزا سینیئر سب جج لاہور نے مسٹر نیل کے خلاف ساڑھے پانچ ہزار کی ڈگری دیدی۔ فیصلہ میں آپ نے لکھا ہے کہ کالج کی عمارت پبلک جگہ نہیں۔ اور پولیس کو بغیر اجازت اس میں داخل ہو کر حملہ کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ فیصلہ ۵۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

مسٹر رنگا سوامی آئنگر جو پندرہ سال سے مرکزی مجلس قانون ساز سے متعلق رہتے تھے۔ اور کونسل آف سٹیٹ کے رکن تھے۔ ۲۹ مارچ کو دس بجے شب چھیالیس سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔

۲۹ مارچ کو وائسرائے ہند نے بنگال ایمرجنسی پاورز آرڈیننس ۱۹۳۱ء اور ۱۹۳۲ء کے ضمیمہ کے طور پر ایک آرڈیننس جاری کیا ہے جو ۱۹۳۲ء کا آٹھواں آرڈیننس ہے۔

جموں کی تازہ ترین اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ مسلم نمائندگان کی عدم شرکت کے باوجود سرکاری اور ہندو ممبر کشمیر گول میز کانفرنس کا کام کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کانفرنس نے اسمبلی کی ضرورت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور اب اس کی تفاصیل اور اختیارات پر بحث ہو رہی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ علاقہ میر پور میں مسلمانوں پر بے پناہ تشدد کا دور دورہ ہے۔ مرد گرفتار کئے جا رہے ہیں۔ لوگ کثرت سے ہجرت کر کے جہلم آ رہے ہیں۔ اس وقت تک چار سو مرد۔ ساڑھے سات سو عورتیں اور ساڑھے تین سو بچے جہلم میں پناہ گزیں ہیں۔

معاصر سول اینڈ ملٹری گزٹ نے قریبی اشاعت میں ایک مضمون لکھا ہے کہ انصاف کا تقاضا ہے کہ حکومت کشمیر نے جہاں ان مندروں کو معاوضہ دینا منظور کیا ہے۔ جنہیں فسادات کے دوران میں نقصان پہونچا۔ وہاں ان مساجد سے بھی وہی سلوک کرے۔ جو ان ہنگاموں میں منہدم کر دی گئی ہیں۔

مہاراجہ کشمیر والیان ریاست کی کانفرنس میں شرکت کے لئے ۲۷ مارچ کو دہلی گئے۔ مسٹر کالون بھی ان کے ساتھ تھے۔

سورت پولیس نے ایک کانگرس کمیٹی کے پریذیڈنٹ کو گرفتار کیا ہے۔ جو سزا سے بچنے کے لئے ایک عورت کے لباس میں زندگی بسر کر رہا تھا۔ عدالت نے اسے چھ ماہ قید کی سزا دی۔

دہلی سے ۲۸ مارچ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ فیڈرل فنانس کمیٹی نے ایک متفقہ رپورٹ ہوائی ڈاک کے ذریعہ وزیر ہند کے پاس بھیجدی ہے۔

لندن کی ایک عدالت میں ایک شخص نے اپنی بیوی کے اغوا کا مقدمہ دائر کیا۔ تمام حالات کی سماعت کے بعد مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھا ہے کہ ایک بالغ اور شادی شدہ عورت کی پوزیشن ایک آزاد شہری کی سی ہے۔ نہ کہ غلام کی سی۔ وہ جب چاہے اپنے خاوند کے گھر سے جا سکتی ہے۔ مروجہ قانون اسے ہرگز نہیں روک سکتا۔

آئرلینڈ میں جب سے مسٹر ڈی ویرا کی حکومت قائم ہوئی ہے برطانیہ کے خلاف جذبات بڑھ رہے ہیں۔ ۲۷ مارچ کو جمہوری فوج نے ایک زبردست جلوس نکالا۔ دھواں دھار تقریریں کی گئیں۔ جن میں حلف وفاداری کی تنسیخ اور سالانہ خراج کی بندش پر زور دیا گیا۔

دہلی سے ۲۹ مارچ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ۲۶ مارچ کو ایک قبائلی لشکر نے جس کی تعداد ڈیڑھ سو سے تین صد تک بیان کی جاتی ہے۔ فورٹ سنڈیمن کے قریب ایک سرکاری فوجی چوکی پر حملہ کر دیا۔ اور پانچ سپاہی ہلاک کر دئے۔ مزید کمک بھیجنے پر لشکر افغانی سرحد کے پار چلا گیا۔ حملہ آوروں کا نقصان جان دو ہے۔

۲۹ مارچ کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں تحریک پیش کی گئی۔ کہ اینگلو ورنیکلر مڈل کے سرکاری امتحان کی تجویز کو منسوخ کر دیا جائے۔ لیکن وزیر تعلیم کے یقین دلانے پر کہ تعلیمی سٹینڈنگ کمیٹی مڈل کے امتحان کے متعلق مزید غور کرے گی۔ تحریک واپس لے لی گئی۔

ڈھاکہ سے ۲۹ مارچ کی اطلاع ہے کہ دوپہر کے وقت جب ایک پوسٹ مین ڈاک خانہ کی طرف جا رہا تھا۔ تو دو نوجوانوں نے اس کی آنکھوں میں خاک جھونک دی اور گردن دبا کر روپیہ جو اس کے قبضہ میں تھا لیکر فرار ہو گئے۔

۲۹ مارچ کو لاہور کے بعض مقامات پر خون کا بدلہ خون کے انقلابی پوسٹر چسپاں پائے گئے۔ جنہیں پولیس اتار کر لے گئی۔

۲۹ مارچ کو اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فارین سکرٹری نے کہا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں برار کے آئندہ سیاسی درجہ کے متعلق کوئی اعلان نہیں کر سکتا۔ ایک اور سوال کے جواب میں سر جیمز کریرار نے بتایا کہ ماہ فروری کے آخر تک سول نافرمانی کی تحریک میں ۱۸۴ عورتیں سزایاب ہو چکی ہیں۔

ہندوستانی مسئلہ کے متعلق وزیر ہند نے جو تازہ تقریر کی ہے اس کے متعلق ایک اخباری نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے مولانا شفیع داؤدی ایم ایل۔ اے سکرٹری آل انڈیا مسلم کانفرنس نے کہا۔ کہ ہندوستان کی تمام جماعتیں برطانیہ کے وعدوں کا انتظار کرتے کرتے تھک گئی ہیں۔ اور اب ضروری ہے کہ وہ جلد از جلد عملی صورت میں ہمارے سامنے آئیں۔

۳۰ مارچ کو اسمبلی میں حکومت کو بنگال کے نظربندوں کی تبدیلی کے مسودہ قانون پر پہلی شکست ہوئی۔

معلوم ہوا ہے کہ سر فضل حسین عنقریب چار ماہ کی رخصت پر جانیوالے ہیں۔ اور نواب صاحب چھتاری ان کی جگہ کام کریں گے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۲۹ مارچ کو حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ سرکاری حکام کے مصارف میں کمی کی گئی ہے اسی طرح ارکان اسمبلی کے سفر خرچ میں بھی تخفیف کی جائیگی۔

الہ آباد سے ۲۹ مارچ کی خبر ہے کہ ملک معظم نے آنریبل جسٹس چوہدری نعمت اللہ کو ہائی کورٹ کا مستقل جج مقرر کر دیا ہے۔ اس سے قبل آپ ایڈیشنل جج تھے۔

۳۰ مارچ کو بمبئی میں ایک شخص بنک میں اپنا روپیہ جمع کرانے گیا۔ تو کسی نے پیچھے سے کلورافارم سے تر رومال اس کے ناک پر رکھ کر بیہوش کر دیا۔ اور چشم زدن میں دس ہزار روپیہ لے کر چمپت ہو گیا۔

۳۰ مارچ کو بنگال کونسل کے اجلاس میں ہوم ممبر نے کہا۔ کہ صوبہ کے بعض اضلاع میں لائسنس کے بغیر سائیکل پر چڑھنا ممنوع قرار دیدیا گیا ہے

شنگھائی سے ۲۹ مارچ کا پیغام مظہر ہے کہ جنگ کو ختم کر دینے کے متعلق مکمل طور پر فیصلہ ہو گیا ہے۔ تفصیلات بھی چند روز میں طے ہو جائیں گی۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔